

صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیئرمین پشاور میں بروز جمعۃ المبارک مورخہ 22 اپریل 2011 بمطابق 18 جمادی الاول 1432 ہجری صحیح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۖ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۖ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۚ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَلَهُمْ ۚ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

(ترجمہ): جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جاوے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔ اور اس حالت کو دیکھ کر کافر آدمی کہے گا اس کو کیا ہوا۔ اس روز سب اپنی (اچھی بری) خبریں بیان کرنے لگے گی۔ اس سبب سے کہ آپ کے رب کا اس کو یہی حکم ہو گا۔ اس روز لوگ مختلف جماعتیں ہو کر (موقف حساب سے) واپس ہوں گے تاکہ اپنے اعمال (کے ثمرات) کو دیکھ لیں۔ سو جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا۔ اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ وَاخِرُ الدَّعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ سب سے پہلے، ہزارہ سے "ایبٹ آباد یونین آف جرنلسٹس" کے کچھ معزز اراکین آئے ہیں، میں اپنے ہاؤس کی طرف سے ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

(تالیاں)

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: 'کوئٹہ آؤر' مفتی سید جانان صاحب۔

* 1311 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ مختلف علاقوں میں فوجی آپریشن و فوجی ساز و سامان کی نقل و حرکت کی وجہ سے پختہ سڑکیں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئی ہیں، ان کی دوبارہ تعمیر کی پالیسی حکومت نے اپنا رکھی ہے؛
 (ب) آیا یہ درست ہے کہ پالیسی کے مطابق سوات، ملاکنڈ اور دیر میں یہ سڑکیں دوبارہ تعمیر کی گئی ہیں؛
 (ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو ضلع ہنگو میں حکومت سڑکیں تعمیر کرنے کی پالیسی پر عمل درآمد کیوں نہیں کرتی، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ فوجی ساز و سامان کی نقل و حرکت کی وجہ سے پختہ سڑکیں خراب ہو گئی ہیں۔ ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن ایسی کوئی مختص شدہ پالیسی موجود نہیں ہے۔ البتہ ضلع ہنگو میں سالانہ ایم اینڈ آر اور فلڈ ڈیمینج ریسٹوریشن ڈائریکٹریٹ کے تحت کئی سڑکوں کی تعمیر و مرمت کر دی جائے گی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

Repair / Reconstruction of Roads in District Hangu

S. No	Name of Roads	Estimated Cost
01	Repair of karbogha sharif road(km 3&4)	Rs.1.5(M)
02	Repair of Tora Wari road (km 4)	Rs.1.2(M)
03	Repair of Marmo khwar dallan road(km4&5)	Rs.1.5(M)
04	Repair of dallan to gurguri road (10km)	Rs.2.846(M)
05	Repair of Hangu Shahu Khel Road(1-3km)	Rs.1.2(M)
06	Repair of Togh Sarai Anar china Road(km4 -8)	Rs.1.5(M)
07	Kacha Pacca Kah Zargari Road (Km 1 to 5)	Rs.1.0(M)
08	Repair of Stadium Hayat Abad Road	Rs.0.8(M)
09	Repair of Muslim Abad to Pukhta Masjid Road	Rs.0.8(M)
Total		Rs.12.346(M)

(ب) ملاکنڈ ڈویژن کے علاوہ حکومت نے کسی ضلع میں ان سڑکوں کی تعمیر کیلئے پالیسی نہیں بنائی ہے۔

(ج) ضلع ہنگو میں ایم اینڈ آر اور فلڈ ڈیمبجز ریسٹوریشن ڈائریکٹریٹ کے تحت تعمیر و مرمت کی جانے والی سڑکوں کی تفصیل لف ہے اور ان کی تخمینہ لاگت درجہ ذیل ہے۔

(1) سالانہ ایم اینڈ آر (2010-11) کے تحت مرمتی کیلئے منظور شدہ تخمینہ لاگت 12.346 ملین روپے ہے۔

(2) فلڈ ڈیمبجز کے تحت منظور شدہ تخمینہ لاگت 50.00 ملین روپے ہے۔

ضلع ہنگو میں مندرجہ بالا سڑکوں پر مرمتی کا کام ضروری Coda formalities پوری ہونے پر جلد ہی شروع کر دیا جائے گا۔

Mr. Speaker: Any supplementary, ji?

مفتی سید حنانان: دیکھنے جی (الف) جز کبے چہ ما کومہ خبرہ لیکلے دہ، دوئی جی ما تہ جواب کبے لیکی دی کنہ چہ "جی ہاں، یہ درست ہے کہ فوجی ساز و سامان کی نقل و حرکت کی وجہ سے پختہ سڑکیں خراب ہو گئی ہیں، ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت حکومت کی ذمہ داری ہے" او بیا لاندے جی لیکی خہ ایم اینڈ آر فنڈ کبے مطلب دادے، دے تہ پیسے اچولے شی، کہ دا پانرہ جی تاسو واروئی دیکھنے تقریباً ایک کروڑ بیس لاکھ روپے توتل ہنگو کبے دا ایم اینڈ آر فنڈ پروت دے او ایک سو بیس کروڑ جی چہ پہ دوہ حلقو باندے تقسیم شی، ساتھ ساتھ لاکھ روپے رسیبری، ساتھ لاکھ روپے باندے بہ جی دا کار بالکل ہم ممکن نہ دے چہ اوشی۔

جناب سپیکر: جی، حافظ اختر علی صاحب۔

حافظ اختر علی: شکریہ۔ جناب سپیکر صاحب! د منسٹر صاحب نہ زما یو ضمنی سوال دا دے، دوئی وائی چہ دا Coda Formalities برابر شی نو وائی بیا بہ مونر کار شروع کوؤ نو مونر وایو چہ کہ چرے دوئی خہ مختص شے مونر تہ او بنائی خکہ زمونر پہ مردان کبے جی د وزیر اعلیٰ صاحب حلقہ دہ او زمونر د مردان چہ کوم ایم پی ایز دی، ہغوی توتل پہ دے باندے باخبر دی، د ہغے دومرہ برا حالت دے جی او روزانہ خلق بنیرے کوی نو دا ایم اینڈ آر، دا بہ کلہ پورے پہ دے باندے عمل شروع شی؟

جناب سپیکر: جی جی۔ محمد علی صاحب، محمد علی خان صاحب، سپلیمنٹری سوال؟

جناب محمد علی خان: زمونر جی، زمونر جی ایف ایچ اے والا خونور روڈ ونہ موڈ ونہ ئے شروع کری دی، ڈیر بنہ کار کوی خودا میچنی روڈ جی، د پیر قلعہ نہ واخلہ تر میچنی روڈ ئے پریسودے دے او ہغہ آپریشن کبنے ڈیر زیات خراب شوے وو، تینکونہ پرے گر خیدلی وو او ڈیر زیات خلق تکلیف کبنے دی۔ د پیسنور نہ تر ورسک روڈ پورے ہغہ خوئے جوڑ کرو جی، تاسو تہ ہم دغہ پتہ دہ، تاسو تہ پتہ دہ خود میچنی نہ دیکھا ئے نہ دے جوڑ کرے۔ مونر دا وایو چہ د میچنی نہ تر شبقدر پورے او پیر قلعہ پورے دا روڈ د ہم ایف ایچ اے والا مرمت کری فی الحال او داد رالہ تھیک کری۔

جناب سپیکر: دا بنہ دہ چہ لڑ صفت د او کرو، نن د ایف ایچ اے د لڑ تعریف ہم او کرو Ji, honourable Law Minister, on behalf of Chief Minister۔

برسٹرارشد عبداللہ (وزیر قانون): مہربانی جی۔ داسے دہ جی، تر خوچہ پورے د مفتی صاحب سوال دے، ضمنی سوال دے، دوئ تہ خو مونر مکمل ڈیٹیلز ور کری دی چہ کوم کوم Repairs دی، تقریباً نہہ یو دی او خلور نور دی، دا اولنی چہ کوم نہہ دی، د دے د Repairs تینڈر چہ کوم دے Float شوے وو خوبیا بہ پہ دیکبنے Stay order راغلے وو او د ہغے د لاسہ دا خبرہ Delay شوہ خواوس Stay order vacate شو او انشاء اللہ ڈیر زر بہ کار پہ دے روان شی، May be میاشت یوہ نیمہ کبنے دننہ دننہ دا ٹول کارونہ بہ ستاسو اوشی او باقی حافظ صاحب چہ کوم دے، داسے دہ چہ د ایم اینڈ آر دا فنڈ آخر کبنے ریلیز کیڑی، لڑ لیٹ ریلیز کیڑی خود ایم اینڈ آر پہ دے فنڈ کبنے چہ کوم دی، اوس نہ نہ، ہمیشہ نہ خہ ناخہ Anomaly وی، خہ نہ خہ داسے د دے تھیک استعمال نہ کیڑی نو As a Member of the Parliament د دے اسمبلی د ممبر پہ حیثیت باندے مونر ٹولو لہ پکار دی چہ خپل خپل ڈسٹریکٹ کبنے پہ ایم اینڈ آر فنڈ باندے ڈیر خصوصی نظر ساتو۔ د دے سکیم Identification چہ کوم وی، دا لوکل ڈی سی اوز کوی، ہغوی سرہ تاسو کبنینی چہ یرہ بھی دا دا زما روڈ چہ کوم دے، دا پہ ایم اینڈ آر کبنے واچوہ نو بیا چہ کلہ پرے کار کیڑی، ہغہ وخت ہم Supervision پکار دے خکہ چہ دیکبنے ڈیر شکایات دی۔ بل داد مردان حوالے سرہ بہ تاسو Kindly مہربانی دا کوئی چہ فریش کوٹسچن بہ راولی خکہ چہ دا خو صرف د ہنگو

حوالے سرہ کوئسچن وو۔ دغہ شان محمد علی خان! کہ فریش کوئسچن یا دغہ راولی نو بیا بہ مونبر۔ تاسوتہ تفصیلی جواب در کرو، دے وخت کبنے د میچنی روڈ متعلق مونبر۔ سرہ خہ انفارمیشن نشتہ۔

ملک قاسم خان خٹک: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: بس اوس ختم شو ملک صاحب، درے کوئسچنز پرے اوشو کنہ جی۔ سید قلب حسن، سوال نمبر 1345۔

* 1345 _ سید قلب حسن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ: (الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں پی ایف 38 میں ممبر صوبائی اسمبلی کی نشاندہی پر پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی منظوری دی گئی تھی جو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے زیر نگرانی تعمیر کیے گئے؛ (ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سکولوں اور ان کیلئے منظور شدہ فنڈز کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔ (ب) گزشتہ دور حکومت میں پی ایف 38 میں جن پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعمیر کیلئے فنڈز کی منظوری دی گئی تھی، ان کی سال بہ سال تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

سید قلب حسن: سر، سپلیمنٹری خود دے تہ نہ شی وئی لے، یو ریکویسٹ دے۔ مونبر۔ کله کله محکمو نہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سید قلب حسن: سر، محکمو نہ مونبر۔ کله کله ڊیٹیل خپلہ غوارو Verbally یا Telephonically، هغوی هغه تفصیل مونبر۔ تہ نہ راکوی، مونبر۔ مجبوراً بیا هغے باندے کوئسچن واستوو چہ هغه کبنے د اسمبلی هم ٲائم ضائع کبری او دے باندے خرچہ هم راخی۔ زما گزارش دا دے چہ تاسو دے محکمو تہ دا هدايات او کړئ چہ کله مونبر۔ هغوی نہ خہ ڊیٹیلز غوارو نو هغوی مونبر۔ تہ کہ راکری، بیا بہ دا کوئسچنز مونبر۔ نہ کوؤ او دے باندے بہ خرچہ هم د اسمبلی نہ راخی۔ د دے نہ علاوہ سر، زہ د دے کوئسچن نہ مطمئن یمہ۔

جناب سپیکر: نہ کوئسچن سٹا د ہاؤس بنیادی حق دے، دا بہ ہسے ہم کوئی چہ Update کیبری، ہول ہاؤس پرے Update کیبری، دغہ خہ خرابہ خبرہ نہ دہ خو کہ نور داسے خہ خبرہ۔۔۔۔۔

سید قلب حسن: ہغے سرہ زما اتفاق دے خوزہ وایم چہ کلہ مونہر ڈیپلٹز غوارو، ہغہ ڈیپلٹز مونہر تہ ہغوی نہ را کوی نو بیا مونہر مجبوراً کوئسچن واستوؤ۔

جناب سپیکر: نہ دا Healthy activity دہ، یہ تو اچھی روایت ہے جی۔ آنریبل لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: داسے دہ جی چہ کلہ یو ڈیپارٹمنٹ دوئی تہ خپل Requisite information نہ ورکوی نو بیا پکار دہ چہ Concerned Minister سرہ تاسو خبرہ کوئی۔ دیکنبے وزیر اعلیٰ صاحب دے، ہغہ تہ اول دغہ پکار دے چہ د ہغہ پہ نوٹس کنبے ئے راوئی، کہ ہغہ درتہ مشکلات وی یا خہ داسے، مشکلات خیر نہ دی پکار خو بہر حال کہ تاسو تہ نامناسبہ بنکاری، ما سرہ کوئی او کہ زمونہر نہ پاتے شی نو بیا ستاسو د پریویلیج You can move a privilege motion خکہ چہ دا ستاسو استحقاق دے، خامخا بہ تاسو تہ انفارمیشن درکوی نو دغہ یو طریقہ کار چہ دغہ شی۔

جناب سپیکر: جی، آنریبل مفتی سید جانان صاحب، دا چہ کوم پاتے شوے وو۔

مفتی سید جانان: سوال نمبر 1336۔

جناب سپیکر: جی۔

* 1336 _ مفتی سید جانان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:
(الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران ضلع ہنگو کی تحصیل ٹل کی یونین کونسل زرگری سے نریاب روڈ اور مردار و موڑ سے شناوڑی روڈ دوبارہ مرمت کی گئی ہیں:

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

- (1) مذکورہ روڈ کس محلے نے تعمیر کی ہے، اس کی نگرانی پر کون معمور ہے؛
- (2) مذکورہ دونوں روڈز کی تین ماہ میں خرابی کی وجوہات بتائی جائیں، نیز حکومت متعلقہ ٹھیکیدار و نگران آفیسر کے خلاف اقدامات اٹھانے کیلئے تیار ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی نہیں، ان کی مرمت نہیں کی گئی ہے بلکہ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے جو لمبہ روڈز پر آیا تھا، اسے ہٹایا گیا تھا اور روڈز ٹریفک کیلئے کھول دی گئی تھیں جس پر ٹریفک جاری ہے۔

(ب) (1) مذکورہ روڈز محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے 1988 میں تعمیر کی ہیں اور سی اینڈ ڈبلیو اس کی نگرانی کر رہا ہے۔

(2) جیسا کہ جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ان سڑکوں کی مرمت نہیں کی گئی ہے، تاہم بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے سڑکوں پر آیا ہوا لمبہ ہٹایا گیا ہے۔ بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے مذکورہ سڑکوں کو نقصان پہنچا ہے۔ چونکہ خرابی قدرتی آفت کی وجہ سے وقوع پزیر ہوئی ہے اس لئے نگران عملہ اور ٹھیکیداروں کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا اور نہ کسی کارروائی کا جواز بن سکتا ہے۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

منفتی سپرہانان: دیکھنے زما دا سپلیمنٹیری دہ جی۔ دیکھنے چہ دا کوم بیان شوے دے، دا بیان جی خلاف الواقعہ دے جی۔ (الف) جز کبے ما لیکلی دی چہ "آیہ درست ہے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران ضلع ہنگو کی تحصیل ٹل پونین کونسل زرگری سے زریاب روڈ اور مردارو موڑ سے شناوڑی تک روڈ دوبارہ مرمت کی گئی ہیں؟" دوئی ماتہ لیکلی دی چہ نہ دی شوی جی۔ داروڈ شوے دے جی، دا ہلتہ کبے ہائی سکول دے مور کبے او دا یوہ محکمہ دہ، اوسہ پورے ئے نوم ہم نہ دے معلوم، درے کالہ تیر شو، شوک ورتہ پی دی ایم اے وائی، شوک ورتہ بل نوم اخلی، پی ایند پی نوم ورتہ اخلی، دا ہغے جوڑ کرے دے جی۔ دہغے یو طریقہ کار دے جی، ہغوی خپل بس یو طریقہ کار سرہ داسے کسانو تہ تھیکے ورکری چہ ہغہ دہغوی خپل کسان وی خو حقیقت جی دا دے چہ ہغوی مخکبے خی جی، وروستو نہ مطلب دا دے روڈ ورپسے ورائیری۔ داروڈ جی حقیقت دا دے دوئی وائی چہ دا نہ دے جوڑ شوے، دا جوڑ شوے دے جی، دا دورری ورتہ وائی، ہغہ خائے نہ جی دا شنے وری پورے جوڑ شوے دے او درے میاشتو کبے دننہ دننہ نیم کلومیٹر نہ زیات روڈ بیا دوریدلے دے جی او دا د کمیٹی تہ لارشی، د دے جی خہ تحقیق اوشی چہ دا جوڑ دے او کہ نہ دے جوڑ جی؟

جناب سپیکر: جی، بنہ تاسو وائی چہ روڈ جوڑ شوے دے؟

مفتی سید جانان: او جی، دا جوڑ دے جی۔

جناب سپیکر: او دوئی وائی نہ دے جوڑ شوے۔

مفتی سید جانان: دوئی وائی چہ نہ دے جوڑ شوے، دا جی جوڑ شوے دے او بیا دوہ میاشتو کنبے دننہ لا دے۔

جناب سپیکر: جی آزیبل لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: نو دیپارٹمنٹ خو جی In writing وائی، آن ریکارڈ چہ یرہ دا نہ دے جوڑ شوے۔ دوئی ایم پی اے دی لوکل نو دواہہ مطلب زمونہ د پارہ محترم دی نو بالکل جی، دا د لا ر شی کمیٹی تہ، بنہ پہ خوشحالی ئے مونہ کمیٹی تہ لیرو۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: دا مفتی صاحب! چا جوڑ کرے دے، پی پی ایم اے؟

مفتی سید جانان: دا جی شوک ورتہ پی پی ایم اے وائی او۔۔۔۔

جناب سپیکر: تھیک شوہ، تھیک شوہ جی۔ تھیک شوہ دا چہ چا جوڑ کرے دے،

Is it the desire of the House that the Question, asked by the honourable Member, may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it; the Question is referred to the concerned Committee.

(Applauses)

جناب سپیکر: محترم شاہ حسین صاحب۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، شاہ حسین صاحب نہیں ہیں۔ جی جاوید عباسی صاحب۔

جناب محمد جاوید عباسی: جی سر، یہ کونسیجین نمبر 5 ہے۔ بہت اہم معاملہ جو انہوں نے پوچھا تھا کہ انڈر پاس سے جو ٹریفک کے بہت بڑے مسائل تھے یہاں پشاور میں بھی اور ہم دیکھ رہے تھے کہ 1998 اور 1999 میں جو انڈر پاسز بنائے گئے تھے، اگر وہ نہ ہوتے تو آج پورا سیٹ اپ، چینج ہو جاتا۔ منسٹر صاحب سے میں اتنا صرف پوچھ رہا ہوں کہ ہماری جو مانسہرہ روڈ ہے جو ایبٹ آباد سے گزرتی ہے جناب سپیکر،

وہاں گھنٹوں کے حساب سے ٹریفک بند رہتی ہے، کیا وہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ وہاں کوئی چار انڈر پاسز بنادیے جائیں تاکہ ٹریفک جو جام ہو جاتی ہے گھنٹوں کے حساب سے، اس کا Flow بہتر ہو سکے جناب سپیکر؟ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی، یہ تو فریش کو لکھیں لگ رہا ہے۔

وزیر قانون: ہاں فریش کو لکھیں آپ Kindly کر لیں تاکہ پھر ہم ڈیٹیلز دے دیں، میرے پاس کوئی Available information نہیں ہے، اگر ہوتی تو میں دے دیتا۔

جناب سپیکر: نہیں وہ فریش کو لکھیں لگ رہا ہے مجھے بھی، لیکن ایک بات ہے کہ یہ جو پشاور کے انڈر پاسز والا، یہ تو بہت پرانا والا کو لکھیں ہے جاوید عباسی صاحب، یہ۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب، میرا کو لکھیں یہ تھا، وزیر صاحب سے Kindly اس کے متعلق میں پوچھنا چاہ رہا تھا کہ وہ روڈ بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ نہیں رکھتے؟ اسی میں میں نے آپ سے یہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: آج اصل میں منسٹر صاحب نہیں ہیں، لوکل گورنمنٹ کے اور انہوں نے کہا بھی تھا کہ اس کو ڈیفرف کریں۔

جناب محمد جاوید عباسی: ہاں یہ ان کا جواب تھا، اس سوال کا۔

جناب سپیکر: لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب کا، -This Question is deferred-

Mr. Muhammad Javed Abbasi: Thank you, Sir.

جناب سپیکر: دا ڈیفرف شو جی۔ نور سحر صاحبہ، محترمہ نور سحر صاحبہ، سوال نمبر 2۔

* 2۔ محترمہ نور سحر: کیا وزیر ہاؤسنگ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ کے متعلق کئی منصوبوں پر کام جاری ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(1) محکمہ ہاؤسنگ کی گزشتہ تین سالوں کی بجٹ تفصیل سالانہ کے حساب سے فراہم کی جائے؛

(2) محکمہ کی گزشتہ تین سالوں کی کارکردگی کی تفصیل، نیز جاری اور آئندہ کے منصوبوں سے متعلق تفصیل

بھی فراہم کی جائے؟

جناب امجد خان آفریدی (وزیر برائے ہاؤسنگ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ

درست ہے۔

(ب) (1) گزشتہ تین سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام سے 158.677 ملین روپے مختص کئے گئے جس میں سے 43.339 ملین روپے خرچ کئے گئے جبکہ بقایا رقم واپس کر دی گئی۔

(2) محکمہ اس وقت مختلف ہاؤسنگ سکیموں کی تیاری کے ابتدائی مراحل میں ہے جبکہ کئی سکیمیں تیار کر کے مجاز حکام سے منظوری حاصل کرنے کے بعد سرکاری ملازمین اور عوام الناس میں مشتہر کی گئی ہیں، کئی سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

(i) صوبہ خیبر پختونخوا کے مختلف اضلاع میں سرکاری ملازمین اور عوام الناس کیلئے رہائشی منصوبے شروع کرنے کی غرض سے ایک جامع سروے کیا گیا ہے جس کے تحت موضع جلوزئی ضلع نوشہرہ میں موجود زمین رہائشی منصوبے کیلئے موزوں قرار دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں تقریباً 8905 کنال زمین کی خریداری زیر غور ہے جس کیلئے حکومت خیبر پختونخوا نے 1200 ملین روپے کی خطیر رقم فراہم کی ہے، اس مالی سال کے آخر تک زمین کی خریداری مکمل کی جائے گی۔

(ii) حیات آباد ناؤن شپ کے فیڑ V میں 28 کنال زمین پر ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کیلئے فلیٹس بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس کا پی سی ون منظور کر لیا گیا ہے اور سرکاری ملازمین کیلئے 140 فلیٹس مشتہر کیے گئے ہیں۔

(iii) موضع ملازئی ضلع پشاور میں 190 کنال سرکاری قطعہ اراضی محکمہ ہاؤسنگ کو منتقل کیا گیا ہے جس پر محکمہ ہاؤسنگ نے ایک جامع ہاؤسنگ سکیم تیار کی۔ اس سکیم کے تحت سرکاری ملازمین اور عوام الناس کو تقریباً 37 آچ مرلہ اور دس مرلہ کے پلاٹس، قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ کئے گئے۔ سکیم پر ترقیاتی کام تیز رفتاری سے جاری ہے۔

(iv) سول کوارٹر جو کہ 1932 تا 1966 کی مدت میں تعمیر کیے گئے ہیں، کی جگہ زیادہ اور بہتر رہائشی سہولیات کیلئے مشاورتی فرم کی خدمات حاصل کی گئی ہیں تاکہ اس زمین سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کیے جاسکیں۔ ابتدائی رپورٹ تیار کر کے مجاز حکام سے منظوری کے مراحل میں ہے جس کے تحت 1236 فلیٹس اور 864 کابین (کمرشل ایریا) تعمیر کی جائیں گی۔

(v) مورخہ 17-02-2011 سے ناساپہ فلیٹس پر عدالتی حکم امتناعی ختم ہوا اور مورخہ 20-02-2011 سے مختلف بلاکس پر تیزی سے ترقیاتی کام جاری ہے۔ اگر دوبارہ کوئی روکاؤٹ پیش نہ آئی تو عرصہ دو سال میں مذکورہ فلیٹس مکمل ہو جائیں گے۔ ان فلیٹس پر باقیماندہ لاگت کا تخمینہ تقریباً 200 ملین روپے ہے۔

(vi) اس طرح حویلیاں ضلع ایبٹ آباد میں تقریباً 217 کنال سرکاری زمین پر 234 پلاٹس، پانچ اور دس مرلہ ہاؤسنگ سکیم تیار کر کے عوام الناس اور سرکاری ملازمین کیلئے مشتہر کی گئی، درخواستوں کی آخری تاریخ 31 مارچ 2011 رکھی گئی ہے۔ ان کے علاوہ موضع دھتوڑ (دوتار) مری روڈ پر تقریباً 400 کنال زمین کی خریداری بھی زیر غور ہے۔

(vii) ضلع سوات موضع ڈانگرا کے مقام پر تقریباً 210 کنال سرکاری زمین محکمے کے حوالے کی گئی ہے لیکن زمین مختلف چار ٹکڑوں پر مشتمل ہے، اس لئے محکمہ یہ کوشش کر رہا ہے کہ ان چار ٹکڑوں کو یکجا کر کے ایک جامع ہاؤسنگ سکیم تیار کی جاسکے، اس کیلئے تقریباً 308 کنال مزید زمین خریدنا پڑے گی۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 11-2010 میں اس سکیم کو شامل کیا گیا تھا لیکن حالیہ سیلابوں کی وجہ سے رقم نہ مل سکی اس لئے اس سکیم کو اگلے سال عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ اس کے علاوہ ضلع سوات میں ابوبابریکوٹ کے مقام پر تقریباً 3400 کنال قطعہ اراضی کی خریداری قابل غور ہے۔

(viii) ضلع چارسدہ میں موضع ڈھیری زرداد میں تقریباً 187 کنال سرکاری اراضی محکمے کے حوالے کی گئی ہے۔ حالیہ سیلابوں سے بے گھر افراد کیلئے ایک ہاؤسنگ سکیم تیار کر کے حکومت کو بھیج دی گئی ہے، منظوری کے بعد اسی زمین پر بے گھر اور متاثرہ افراد کیلئے 193 گھر تعمیر کئے جائیں گے۔

(ix) ضلع نوشہرہ اور ضلع صوابی میں موٹروے ایم ون کے ساتھ تقریباً 50 ہزار کنال زمین کی خریداری زیر غور ہے۔ اس پر ایک Mega city تعمیر کیا جائے گا جس میں تمام تر سہولیات میسر ہوں گی تاکہ صوبائی دار الحکومت پر بوجھ کم ہو سکے۔

(x) مذکورہ بالا منصوبوں کے علاوہ محکمہ صوبہ بھر میں مختلف مقامات کا جائزہ لے رہا ہے تاکہ سرکاری ملازمین اور عوام الناس کیلئے جامع رہائشی منصوبے تیار کیے جائیں۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

محترمہ نور سحر: Yes, Sir۔ سر، اس میں میرا اسپلیمنٹری کو لکھیں یہ ہے کہ ایک تو انہوں نے سالانہ بجٹ جو ہے، اس کی ڈیٹیلز ہمیں نہیں دی ہیں۔ ہم نے تین سالوں کی ڈیٹیلز مانگی تھیں، انہوں نے صرف ایک سال کی ڈیٹیل دی ہے جبکہ دو سالوں کی انہوں نے نہیں دی ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ ان کی رقم، (الف) پہ دیکھیں جس میں سے 43.339 ملین روپے خرچ کئے جبکہ بقایا رقم واپس کر دی گئی، واپس کر دی گئی یعنی Lapse ہو گئی۔ یہ بتائیں کہ یہ Lapse کیوں ہوئی، کن وجوہات پر یہ Lapse ہو گئی ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے Date بھی نہیں بتائی کہ یہ زمین کب خریدی گئی ہے اور اس کی

Cost کتنی تھی، کہ یہ اس وقت اگر زمین خریدی گئی تو آج قیمت اس کی کتنی ہوتی؟ یہ تو ان لوگوں کو بہت مہنگی پڑے گی، انہوں نے Date mention نہیں کی کہ کب یہ زمین خریدی گئی ہے؟

Mr. Speaker: Honourable Minister for Housing.

جناب محمد حاوید عباسی: سر، میرا اس میں ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی سوال نمبر؟

جناب محمد حاوید عباسی: ہاں جی۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔ انہوں نے اپنا جو جواب دیا ہے، اس کا جو نمبر (vi) ہے جناب سپیکر، حویلیاں کا ذکر کیا ہے کہ وہاں جو 217 کنال سرکاری اراضی تھی جناب سپیکر، وہ اس مقصد کیلئے اس وقت نہیں دی گئی تھی کہ بعد میں اس کو پلاٹ کر کے، زمین فروخت کر کے اپنے من پسند لوگوں کو دے دیں بلکہ کسی خاص مقصد کیلئے جناب سپیکر وہ زمین دی گئی تھی۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے منسٹر صاحب سے، پہلے تو یہ پتہ کروں کہ منسٹر صاحب ہیں کون؟ کیونکہ ہمیں آج پتہ چل جائے کہ موجود بھی ہیں یا نہیں ہیں؟ اور اگر موجود ہوں تو کم از کم آج ہم منسٹر صاحب کو دیکھ لیں اور جب دیکھ لیں گے تو ہم یہ پوچھیں گے کہ یہ زمین اس Purpose کیلئے نہیں دی، آپ کس طرح اس کو Auction کر رہے ہیں اور لوگوں کو بھی بانٹ رہے ہیں جناب سپیکر؟

جناب سپیکر: جی ہاؤسنگ منسٹر صاحب، لیکن یہ پہلے بھی وزراء صاحبان سے گزارش کی گئی تھی کہ وہ ذرا اچھا جواب دے سکتے ہیں تو بڑی مجبوری کی حالت میں ان کو نہ آنا ہو تو ٹھیک ہے لیکن یہ ایک Routine میں برنس نہ بنائی جائے۔ Ji, honourable Minister for Law on behalf of Minister for Housing.

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): جی میں Agree کرتا ہوں اور منسٹر کو کہ They should feel responsibility، ان کو آنا چاہیے، یہاں پر جواب دینا چاہیے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو ٹھیک ہے، پھر یہ Definitely اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ جواب اگر نہیں دیتے تو پھر۔۔۔۔۔

وزیر قانون: نہیں، وہ Available نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: اب یہ دیکھیں نا، پورے ہاؤس میں آپ دو تین منسٹر صاحبان آئے ہیں تو یہی دو چار ہیں تو یہ زیادتی ہے۔

وزیر قانون: نہیں، اس کا اصولاً میں وہ کرتا ہوں لیکن یہ کافی، مطلب جواب بڑا تفصیلی ملا ہوا ہے، ان کو جی، اگر Incomplete ہوتا، میں خود بھی نہ Satisfy ہوتا تو شاید پھر، اس طرح ہے جی، نور سحر صاحبہ کا جو ضمنی سوال ہے کہ یہاں پر تین سالوں کا جو تقریباً پروگرام ہے، اس کا بجٹ جو ہے نا 158.677 ملین، یہ روپے تین سالوں کے ہیں اور یہ جو بقایا رہ گئے ہیں تو یہ Utilize نہیں ہو سکے لیکن یہ ہے کہ یہ پھر دوبارہ Next budget جب آجاتے ہیں تو اسمیں یہ پیسے دوبارہ ڈیپارٹمنٹ کو ملتے ہیں اور پھر دوبارہ یہ لگ جاتے ہیں اور جہاں تک حویلیاں کی بات ہے تو اس طرح ہے جی کہ یہ نہیں ہوتا کہ گورنمنٹ کے ایمپلائز کیلئے یا سرکاری ملازمین کیلئے یا جنرل پبلک کیلئے ایک سکیم تیار کر دیں اور پھر مرضی سے دیدیں، مرضی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جی، ہر چیز کا Criteria ہوتا ہے، ہر چیز قانون کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر یہ ہم نے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے ایک نئی سکیم دی ہے، اگر آپ کو اعتراض ہو کہ اس کی الاٹمنٹ میں کوئی پرابلم ہے تو اس وقت انشاء اللہ پھر اس کو Take up کریں گے لیکن یہ سچ ہے۔۔۔۔۔

جناب محمد حاوید عباسی: جناب سپیکر، انہوں نے ایڈورٹائزمنٹ شروع کر دی ہے، اگر مجھے منسٹر صاحب بتا دیں کہ یہ زمین کس Purpose پہ لی گئی تھی تو میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ یہ Purpose ہی نہیں تھا جناب سپیکر، یہ تو نئی بات انہوں نے لے آئی بیچ میں، لہذا میری ریکویسٹ ہے کہ ان کے پاس متعلقہ انفارمیشن نہیں ہے۔ یہ ڈیفر کر دیں تاکہ جب ہاؤس میں منسٹر صاحب آجائیں، وہ ہمیں Satisfy کریں کہ یہ حویلیاں کے اندر جو دو ڈھائی سو کنال زمین لی گئی تھی، وہ اس Purpose کیلئے نہیں تھی۔

محترمہ نور سحر: جناب سپیکر، داد بینڈنگ کرے شی۔

وزیر قانون: چلے ٹھیک ہے، بینڈنگ ٹے کری۔

Mr. Speaker: This is kept pending. Next, Syed Qalb-e-Hassan.

* 1349 _ سید قلب حسن: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ 2003-09 میں حکومت نے ضلع کوہاٹ میں سڑکوں کی تعمیر کیلئے فنڈز کی منظوری دی تھی؟

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو فنڈز کی تفصیل ہر سال کی علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

جناب امجد خان آفریدی (وزیر برائے ہاؤسنگ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں، گزشتہ حکومت نے مالی سال 2010-2003 کے دوران ضلع کوہاٹ کے جن سڑکوں کی تعمیر کیلئے فنڈز کی منظوری دی تھی، ان کی تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

Syed Qalb-e-Hassan: No Sir, I am satisfied,

جناب سپیکر: شکریہ۔ نور سحر صاحبہ، کونسلین نمبر 3۔

* 03 _ محترمہ نور سحر: کیا وزیر ہاؤسنگ ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے ناساپا فلیٹس مرکزی حکومت سے خرید لئے ہیں;

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ بعض افسران کی نااہلی کی وجہ سے ناساپا فلیٹس خریدنے سے حکومت کو نقصان پہنچا ہے;

(ج) اگر (الف) و (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو:

(1) محکمہ نے مرکزی حکومت سے ناساپا فلیٹس کتنی قیمت پر اور کب خریدے، کون کونسی تاریخوں کو اقساط کی ادائیگی کی گئی ہے;

(2) جن افسران کی ناساپا فلیٹس کی خریداری کیلئے نامزدگی کی گئی تھی، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے;

(3) مذکورہ فلیٹس پر کام کی رفتار اور جو رقم بقایا رہتی ہے، نیز کتنی رقم زیادہ ادا کی جائے گی، کی تفصیل فراہم کی جائے;

(4) جن نااہل افسران کی وجہ سے سرکار کو نقصان پہنچا ہے، ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امجد خان آفریدی (وزیر برائے ہاؤسنگ) (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں، یہ درست ہے۔

(ب) جی نہیں۔

(1) صوبائی کابینہ کی منظوری کے بعد صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے ایک معاہدے کے تحت 'جیسے بھی ہیں' کی بنیاد پر 123.76 ملین روپے کی قیمت پر خرید کا معاہدہ 23-02-2005 کو کیا تھا۔ معاہدے کی رو سے اقساط کی ادائیگی مندرجہ ذیل تاریخوں کو کی گئی:

تاریخ ادائیگی	رقم
---------------	-----

07-03-2005	50 ملین	ایڈوانس
16-06-2005	18.50 ملین	پہلی قسط
24-08-2005	18.50 ملین	دوسری قسط
22-09-2006	18.377 ملین	تیسری قسط
	105.377 ملین	کل

جبکہ آخری قسط مبلغ 18.377 ملین روپے جس کی ادائیگی دسمبر 2004 تک کرنی تھی، روک لی گئی جبکہ مرکزی حکومت نے ادا شدہ رقم میں سے 16-04-2009 کو 14.738 ملین صوبائی حکومت کو واپس کر دی۔

(2) خریداری کیلئے معتمد انتظامیہ کے زیر صدارت محکمہ تعمیرات و خدمات، منصوبہ بندی و ترقیات، خزانہ اور ادارہ تحفظ ماحولیات کے نمائندے شامل تھے جس کے تیار کردہ عبوری معاہدے کو صوبائی کابینہ کے اجلاس منعقدہ 16 مئی 2003 میں پیش کیا گیا۔ کابینہ کے ممبران پر مشتمل کمیٹی نے کئی اجلاس کے بعد 21-10-2004 کو اپنی سفارشات کابینہ کی منظوری کیلئے پیش کیں اور صوبائی حکومت نے 20-12-2004 کو اس کی منظوری دی۔

(3) مورخہ 17-02-2011 سے ناساپہ فلیٹس پر عدالتی حکم امتناعی ختم ہوا اور مورخہ 20-02-2011 سے مختلف بلاکس پر تیزی سے ترقیاتی کام جاری ہے۔ چونکہ کافی عرصہ کام بند ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام مکمل کرنے میں کچھ دشواریاں ممکن ہیں لیکن امید ہے کہ ان پر قابو پایا جائے گا اور اگر دوبارہ کوئی روکاؤٹ پیش نہ آئی تو عرصہ دو سال میں مذکورہ فلیٹس مکمل ہو جائیں گے، ان فلیٹس پر باقیماندہ لاگت کا تخمینہ تقریباً 200 ملین روپے ہے۔

(4) اوپر دی گئی تفصیل کی روشنی میں کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

Mr. Speaker: Any supplementary?

محترمہ نور سحر: سر، اسمیں تو سپلیمنٹری کیا، یہ سارا کونسلر تین تین دفعہ اس Tenure میں فلوریہ آچکا ہے، یہ تیسری دفعہ ہے اس کونسلر کا۔ دو دفعہ مجھے منسٹر صاحب نے ایشورنس دی تھی کہ اس کو میں کر لوں گا، اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رات گئی بات گئی، اب کونسلر کے بارے میں کیا پوچھنا ہے آپ نے؟ تو یہ گپ شپ لگا لیتے ہیں۔ سر، یہ اتنا اہم کونسلر ہے کہ 2005ء میں یہ اس طرح ناساپہ کاکیس لیا گیا تھا، صوبائی گورنمنٹ نے اس کی جو قسط ہے تو 80% انہوں نے ادا کی تھی جبکہ کام 20% ہو چکا

تھا، اس کے بعد اس کا پھر کام رہ گیا۔ انہوں نے یہ اتنی تکلیف نہیں کی کہ کام کو دیکھے بغیر اس کی قسط ادا کرتے گئے۔ جن کی ذمہ داری تھی، جن افسران کی ذمہ داری تھی، ان کو چاہیے تھا کہ کام کو چیک کر کے یہ Payment کرتے، انہوں نے 80% Payment کی تھی جبکہ کام 20% ہوا تھا۔ اب دوبارہ اس پر جب کام شروع ہو گیا تو یہ دو کروڑ کی بجائے اب تیس کروڑ دیں گے تو یہ اتنا ہمارا غریب صوبہ ہے، اس پر اتنا بڑا خسارہ کیوں آیا؟ انہوں نے نہ ذمہ دار افسران کا نام اس میں لکھا ہے اور نہ اس کی تفصیل فراہم کی ہے کہ اس کی وجہ کیا تھی کہ اس کو اس طرح کیا ہے؟ سر، اس کو تو میں کہتی ہوں کہ کمیٹی کو ریفر کر دیں تاکہ اس کی وہاں سب ڈیٹیل معلوم ہو سکے۔ تین دفعہ یہ کونسچن آچکا ہے، اس کا ابھی تک کوئی جواب مجھے صحیح نہیں ملا۔

جناب ثاقب اللہ خان چیمکنی: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی ثاقب اللہ خان، پلیز۔

جناب ثاقب اللہ خان چیمکنی: زہ خو سر، دا لبر بہ Clarify کو مہ چہ دا کوئسچن نمبر 2 دے کہ کوئسچن نمبر 3 دے؟

Mr. Speaker: Three, three.

جناب ثاقب اللہ خان چیمکنی: دا 2 ہم دے، بنہ سر۔ دیکھنے جی دا کوئسچن نمبر 3 کبے دا جز سیکند (ب) جواب کبے لکیر نمبر 1 چہ دے، پہ ہغے کبے دوئی وائی چہ "جبکہ آخری قسط مبلغ 18.377 ملین روپے جس کی ادائیگی دسمبر 2004ء تک کرنی تھی، روک لی گئی" سر زما سوال دا دے چہ دا ئے ولے او درولو، Why was this stopped؟

Mr. Speaker: Honourable Minister for Law on behalf of Housing Minister.

وزیر قانون: اس طرح ہے جی کہ یہ اگر تفصیل سے پڑھ لیں تو یہ Litigation میں تھے اور 17-02-2011 تک اس کے اوپر Stay orders تھے تو اس لحاظ سے جب Stay order ہوتا ہے تو پھر نہ Payment کی جاسکتی ہے اور نہ لی جاسکتی ہے، پھر بیچ میں کورٹس کے مختلف اس میں آرڈرز آتے رہے، کیس کے دوران جس کی وجہ سے مرکز نے کچھ پیسے جو ادا شدہ تھے، وہ واپس کئے ہیں اور میرے خیال سے کافی تفصیلی اس میں وہ ہے اور جہاں تک افسروں کی نامزدگی کی بات ہے تو یہ اسی ڈیپارٹمنٹ کے افسر نہیں ہیں بلکہ مختلف، فنانس ڈیپارٹمنٹ ہو گیا، انوار و نمونٹ ڈیپارٹمنٹ، پانچ چھ ڈیپارٹمنٹس کے سینئر لیول کے جو آفیسرز، گریڈ 19 کے آفیسرز جو ہیں، سب نے مل کر یہ فیصلہ کیا اور بڑی اچھی Acquisition ہے فیڈرل گورنمنٹ سے، تو جیسے As such تو مجھے اس میں کوئی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں Asset تو بہت بڑا اچھا ہے لیکن Delayed بہت ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! اس کے بارے میں کابینہ نے اور صوبائی حکومت نے 20-2004-12 کو اس کی منظوری دی ہے اور حکم امتناعی 2011ء میں جاری ہوا ہے، یہ سات سال میں کیا Progress تھی؟

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر، یو سپلیمنٹری سوال دے۔

جناب سپیکر: جی، ثاقب اللہ خان صاحب۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب، زما چہ کوم مقصد دے چہ دا ولے دغہ کوی؟ دھغے کوئسچن دا نہ دے چہ مسئلہ خہ وہ سر چہ دھغے د وجے نہ Stay ملاؤ شوہ؟ ہغہ مسئلہ مونر تہ Identify شی چہ Why کہ Even stay ورتہ ملاؤ شوے دے، خنکگہ چہ مشر خبرہ او کرہ چہ شیر او وہ کالہ خو مینخ کنبے ہم تیر شوی وو خو Why was stay granted چہ کورٹ تہ خلق ولے لارل سر؟

جناب سپیکر: جی دیکنبے خہ پرابلم وو، او وہ کالہ ولے دا Delay شوے دے، کوم ایشو باندمے دا Stay وہ؟

وزیر قانون: یو خو دا دہ جی، ترخو پورے چہ د عبدالاکبر خان صاحب سوال دے، دا Stay vacate شوے پہ 2011-02-17 دہ او دے باندمے Continuously litigation راروان وو، That I don't have any information نو کہ دا پینڈنگ ساتی چہ یرہ کوم وجوہات باندمے Stay grant شوے وہ، دے وخت کنبے ما سرہ دغہ نشتنہ نو کہ دا پینڈنگ او ساتی۔

Mr. Speaker: This is kept pending; this question is also kept pending. او منسٹہرھاؤ سنگ بہ خامخا پہ دغہ ورخ باندمے وی چہ د دے جواب۔
ہغوی ورکری۔ جی نور سحر بی بی، Again۔

* 15 _ محترمہ نور سحر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) رستم مردان سے اسیڈ بونیئر تک روڈ کی منظوری دی جا چکی ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ روڈ کیلئے ٹینڈرز کب طلب کئے گئے، نیز مذکورہ روڈ پر کام کس حد تک مکمل کیا گیا اور کتنا کام تاحال باقی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب امیر حیدر خان (وزیر اعلیٰ): (جواب وزیر قانون نے پڑھا): (الف) جی ہاں۔

(ب) مذکورہ روڈ پر 2008-11-15 کو ٹینڈر طلب کر کے مورخہ 2008-12-23 کو کام شروع کیا گیا اور مدت تکمیل 18 ماہ کے اندر جون 2010 میں کام مکمل کیا گیا، کام کی کل تخمینہ لاگت 149.634 ملین ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ نور سحر: سر، اس سے میں Satisfy ہوں اور یہ روڈ مکمل ہو چکی ہے لیکن تھوڑی بہت یہ بارش کی وجہ سے خراب ہے تاکہ اس کو دوبارہ Repair کر لیں تو اچھا ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، تھینک یو۔ مفتی کفایت اللہ صاحب۔ دا ممبر صاحب پہ چھٹی دے، اس نے اجازت بھی مانگی ہے So this is also deferred۔ مفتی کفایت اللہ صاحب کے دونوں، بلکہ تین ہیں ان کے سوال، منسٹر بھی نہیں ہیں تو تینوں کو ٹیچر ڈیفر کئے جاتے ہیں۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، ذرا اس کی طرف آتے ہیں۔ یو منٹ جی، دا ہاؤس چہ Complete شی، دا چھتیا نے اوکرو نو چہ ہاؤس Complete شی، بیا جی۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں، جن میں: راجہ فیصل زمان صاحب 22 اپریل 2011 کیلئے؛ سمیع اللہ خان علی زئی صاحب 22 اپریل تا 22 مئی 2011؛ محمد علی شاہ باچا 22 اپریل 2011 کیلئے؛ انور خان صاحب 22 اپریل 2011 کیلئے؛ مفتی کفایت اللہ صاحب 22 اپریل 2011 کیلئے۔ Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted. Ji, Israrullah Khan, first.

مختصر، مختصر کوئی چہ تہو لو تہ موقع ملا ویری جی۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر، ایک ایشوا اسمبلی سیکرٹریٹ سے متعلق ہے کہ آج بھی ہمارے ڈیسک پہ ریزولوشنز پڑی ہوئی ہیں جو کہ پرائیویٹ ممبر ڈے پہ Take up کی جاسکتی ہیں۔ اس طریقے سے ہمارے جو بلز ہیں، وہ بھی پڑے ہوئے ہیں تو سر چونکہ یہ پرائیویٹ ممبر ڈے نہیں آ رہا، میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر لاء منسٹر صاحب بھی Agree کریں کہ جو Monday آ رہا ہے، اس کو ہم As a Private

Member day لے لیں تاکہ یہ جو پینڈنگ بزنس ہے، یہ آگے آسکے اور اس پہ کام ہو سکے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں اور جیسے کہ اسرار خان نے کہا کہ ہفتے میں ایک دن ہوتا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان۔

جناب عبدالاکبر خان: ہفتے میں ایک دن جو وہ مختص ہوتا ہے Thursday کو، وہ پرائیویٹ ممبر ڈے کیلئے ہوتا ہے جس میں ہماری ریزولوشنز اور پرائیویٹ ممبرز بلز آتے ہیں لیکن گزشتہ دو ہفتوں سے Thursday کو اجلاس نہیں ہوتا تو ہماری آپ سے درخواست ہے کہ اگر آپ اس Monday کو پرائیویٹ ممبر ڈے کر لیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے، دو پرائیویٹ ممبر ڈے چھٹی کی وجہ سے ہم نہیں کر سکے ہیں، ہاؤس سے پوچھ لیتے

ہیں۔ Is it the desire of the House that Monday, 25th April may be considered as Private Member day? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it; 25th April will be Private Member day.

Mr. Abdul Akbar Khan: Thank you, Janab Speaker.

جناب سپیکر: سید قلب حسن صاحب، مختصر مختصر جی۔

سید قلب حسن: جناب سپیکر، میں نے مختلف محکموں کے متعلق سوالات کئے ہیں لیکن معلوم نہیں کہ کیا بات ہے کہ یہ سوالات ڈیپارٹمنٹس کو نہیں بھیج رہے یا ڈیپارٹمنٹس جواب نہیں دے رہے یا ہم سے کچھ ناراضگی ہے، وہ ذرا Kindly ہمیں بتائی جائے جی۔

جناب سپیکر: نہیں، سوال نمبر ذرا لکھ کر مجھے بھیج دیں جی۔۔۔۔۔

سید قلب حسن: ٹھیک ہے، میں بھیج دوں گا۔

جناب سپیکر: کہ آپ کے کونسے سوال ہیں؟ جی محمد علی خان، فرسٹ۔

جناب محمد علی خان: جناب سپیکر، دیرہ مہربانی۔ سپیکر صاحب، پہ دریا کابل کبے تاسو تہ پتہ دہ چہ زمونر او ستاسو مینخ کبے ہغہ بھیری، نن سبا ہغے کبے اوبہ بیا زیاتے شوی دی۔ مخکبے پہ تیر شوی 22 تاریخ باندے پی سی ون تیار کرے شوے دے، ڈائریکٹوریٹ تہ راغله دے، هلته Protection wall جو رولو د پارہ خو اوس ہغوی سرہ ستاف نشته، ہغہ خہ وجوہات دی، یو

میاشت او شولہ چہ خوک نہ راخی چہ د ہغہ پی سی ون Approval ور کری، ہغہ موقع چیک کری او ور ئے کری؟
 جناب سپیکر: منسٹر ایریگیشن، یہ چونکہ آپ Suddenly ایک ایشواٹھارہے ہیں تو منسٹر ایریگیشن نہیں ہیں، جب وہ ادھر موجود ہوں تو Kindly اس دن آپ اس کو اٹھائیں۔ Important issue ہے، Important issue ہے۔

جناب محمد علی خان: تھیک دہ جی۔ سپیکر صاحب، مسئلہ دا دہ چہ ہلتہ اوس او بہ زیاتے شوی دی او کورونہ او ادیرہ ہم۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی کوئی جواب دینے کی پوزیشن۔۔۔۔۔

جناب محمد علی خان: تاسو پکبنے انتہرست واخلی جی، خیر دے تاسو پکبنے انتہرست واخلی جی۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر۔

سردار شمعون یار خان: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: منسٹر ایریگیشن پلیرز 25th پر ضرور اس بات کا جواب دے دیں گے جی۔ (حاجی قلندر خان لودھی رکن صوبائی اسمبلی سے) ایک منٹ جی، ایک منٹ، وہ چھوٹے سردار صاحب کھڑے ہیں، خیر ہے ان کو پہلے۔ جی سردار صاحب، ایک ایک منٹ، ایک ایک منٹ سے زیادہ نہیں جی۔

سردار شمعون یار خان: شکریہ جناب سپیکر۔ پہلے بھی اس بارے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آج جمعہ کا مبارک دن ہے جی، اس کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

سردار شمعون یار خان: جی بالکل، شکریہ آپ کا۔ یہ پہلے بھی اس موضوع پہ بات ہوئی ہے، بحث بھی ہوئی ہے، آپ نے ڈائریکشنز بھی، ہاں سے ایشو کی تھیں کہ ہیلتھ منسٹر جو ہیں، وہ ایوان میں آجائیں اور ایک بہت ہی Important issue ہے ایسٹ آبادا، کمپلکس کے حوالے سے، اس میں ہمیں وہ تھوڑا بتادیں کہ آیا وہ اس کو بہتر کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: پیر کے دن، پیر، On Monday، On Monday! سردار صاحب! Monday، On Monday پر وہ ان کی ایشورنس کریں گے جی۔ لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: شکریہ جناب سپیکر، آپ نے مجھے اجازت دی۔

جناب سپیکر: آج آپ کے مہمان زیادہ آئے ہیں، مجھے پتہ ہے کہ ہزارہ میں کیوں دلچسپی بڑھی ہوئی ہے؟
جی قلندر خان لودھی صاحب۔

جی قلندر خان لودھی: بڑی مہربانی جناب۔ جناب سپیکر، میں پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے جو آج جس پر جوش طریقے سے ویلیم کیا، میرے میڈیا کے دوستوں کو جو کہ ہزارہ سے، خصوصاً ایبٹ آباد سے آئے ہیں اور پھر آپ نے جو بیماری بیماری باتیں کیں اور پھر میرے صوبہ ہزارہ کی بات کو بھی آپ نے Highlight کیا۔ جناب سپیکر، یہاں اس کے ساتھ میرا ایک بڑا ایشو ہے جس کو میں 07 اپریل کو لایا تھا، پھر اس کے بعد Next day پر میرے بھائی آریبل منسٹر صاحب نے اس کو کال انٹنشن پر لایا ہے لیکن چونکہ آج نہ مجھے فنانس منسٹر نظر آتے ہیں اور نہ ہیلتھ منسٹر نظر آتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ شاید اس کو تو آج پھر پینڈنگ کریں گے، کال انٹنشن کو، تو میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ یہ میرے پاس جو پیپرز ہیں (پیپر دکھاتے ہوئے) یہ آئے چیف ایگزیکٹو ایوب ٹیچنگ ہسپتال ایبٹ آباد کی طرف سے کہ اڑتیس لاکھ روپیہ Per month جو لوگ ڈیلی ویجز پر انہوں نے رکھے ہوئے تھے، جو ہمارے کمنے پر نہیں رکھے، انہوں نے خود رکھے تھے، وہ چار سو آدمی اس لسٹ میں ہیں تو اس پر Per month اڑتیس لاکھ روپے ہیں جس کیلئے میں نے 07 اپریل کو چیف منسٹر سے بات کی تھی اور کل دوبارہ پھر میں چیف منسٹر سے ملا ہوں۔ انہوں نے پوری ایشورنس دے دی ہے کہ میں نے فنانس والوں کو کہہ دیا ہے کہ ان کو Payment کی جائے، گرانٹ دی جائے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میں پھر ہیلتھ سیکرٹری کے پاس بھی گیا ہوں، اس کو میں نے کہا تو اس نے کہا کہ آپ کا کیس فنانس کو بھیج دیا ہے لیکن اس پر آپ کی طرف سے بھی ایشورنس چاہتے ہیں کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو کہیں کہ ان کو جلد از جلد کرے کہ ان لوگوں کے چولے بند ہو گئے ہیں جی، ان کو Payment ہو جائے جی۔

جناب سپیکر: Monday تک اس ایشوز کو جو ہیلتھ سے Related ہیں، اگر آپ سب اس کو پینڈنگ رکھیں تو ہیلتھ منسٹر کو، لاء منسٹر صاحب، لاء منسٹر صاحب، ہیلتھ منسٹر صاحب کو Monday کیلئے ضرور۔۔۔
جناب محمد حاوید عیسیٰ: نہیں جناب، جب یہ بات یہاں آگئی ہے تو اس پر آج بات ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بے حد ضروری مسئلہ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، Monday، Monday، Monday کیلئے ان کی ادھر حاضری Sure کروادیں۔

جناب محمد حاوید عباسی: جناب سپیکر، یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے، اس پر آج بات ہونی چاہیے۔
 جناب سپیکر: بس اس پہ ایک دفعہ رولنگ آچکی ہے تو اس پہ مزید میرے خیال میں کہنے کی گنجائش نہیں
 رہتی۔ پیر صاحب۔

جناب محمد حاوید عباسی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی؟

جناب محمد حاوید عباسی: وزیر صاحب آتے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ہیلتھ منسٹر Monday کو ضرور حاضر ہو جائیں گے۔

جناب محمد حاوید عباسی: اس پر آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر: وہ ہو گئی جی، رولنگ ہو گئی جی، رولنگ دے دی ہے۔ جی پیر صاحب، پیر صاحب، محقر،
 محقر۔

سید محمد صابر شاہ: جناب، یہ میرا ایک کال اٹینشن نوٹس ہے۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں، ابھی وہ دوسرا، وہ تو موقع آنے پر لے لیں گے۔

سید محمد صابر شاہ: جمعہ کا دن ہے جی، اپنے ایجنڈے کو ذرا آگے بڑھائیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی ستار خان، ستار خان۔ ایک منٹ۔

سید محمد صابر شاہ: کیونکہ پوائنٹ آرڈر میں بڑا وقت ضائع ہو رہا ہے جی، جمعہ کا دن بھی ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ مجھے لکھ کے دے دیں نا۔

سید محمد صابر شاہ: جی؟

جناب سپیکر: کال اٹینشن مجھے بھیج دیں۔

سید محمد صابر شاہ: آپ کے سامنے پڑا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی آ رہا ہے، آپ کا آ رہا ہے، آپ کا آ رہا ہے۔ وقت ضائع ہو رہا ہے، آپ کی بات صحیح
 ہے جی، بہت وقت ضائع کر رہے ہیں، میرے دوست ہیں کیا کریں ہم؟ اصل میں میرے ہزارہ کے
 جرنلسٹس آئے ہیں تو ہزارہ کا جو بھی ممبر صاحب ہے، وہ اپنی ضرورت۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت باسمین اور کرنٹی: جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بہت سے اہم مسئلے پیش
 ہوتے ہیں اس لئے پوائنٹ آف آرڈر پہ جب بات ہوتی ہے، کال اٹینشنز بھی آجاتے ہیں، کونسی چیز بھی آجاتے

ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر زوہ ہوتے ہیں جو Urgent matter کے مسئلے ہوتے ہیں، وہ سامنے آتے ہیں اس لئے کرتے ہیں۔

Mr. Abdul Sattar Khan: Point of order, Sir.

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: اجازت دے جی؟

جناب سپیکر: ثاقب اللہ خان! اودریزہ دا ستار خان مے اودرولے دے، دوئی پسے بہ بی جی۔

جناب سپیکر: جی ستار خان! پاخہ، ستار خان! پاخہ۔

سید محمد صابر شاہ: جناب سپیکر۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو دے دیا ہے جی، فلور دے دیا ہے۔ جی ستار خان، آپ کریں، آپ کریں۔ ستار خان، آپ کو فلور دے دیا ہے، ان کی مروت میں نہ آئیں۔

جناب عبدالستار خان: جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں، چونکہ وقت بھی مختصر ہے اور ہم پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ کا ٹائم لے رہے ہیں، میں آج اس حوالے سے، آپ نے چونکہ اشارہ بھی دیا کہ ہمارے ہزارے سے ہمارے ساتھی آئے ہوئے ہیں، میں ان کو ویلکم بھی کہتا ہوں اپنی طرف سے اور پورے ہاؤس کی طرف سے بھی۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ آجائیں۔

جناب عبدالستار خان: میں آج ایک معمولی نکتہ مختصر انداز میں اس پورے ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت جو پورے ضلع کوہستان میں بھاشا ڈیم کے حوالے سے ایک بات سامنے آئی ہے جس میں پرائم منسٹر صاحب بھی آرہے ہیں ادھر اور گلگت بلتستان کی پوری گورنمنٹ، ان کی Representation، ان کی پوری جوڈیشری، ان کی کیونٹی، پوری پبلک ایک طرف سے فریق بنی ہے اور جن کی تمام زمینوں کی Payment، ان کی ادائیگی ہو گئی ہے۔ اس پہ میں نے جناب سپیکر، آپ کو ایک کال ایمنشن نوٹس بھی Submit کیا تھا لیکن وہ افسوس کہ مجھے آیا نہیں اور کوہستان کی جو 1493 کنال زمین اس وقت کالونی کیلئے واپڈانے لی ہے، آج تک ایک پیسہ اس کا وصول نہیں ہوا، یہ ہمارے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ایک بہت بڑی غفلت ہے۔ اس وقت ہماری پوری گورنمنٹ، ہمارا ہاؤس اس بھاشا ڈیم پر، میں نے تین چار بار اسمبلی کے فلور پر بات کی ہے جی، ہم نے اپنے مستقبل کے مفاد کے حوالے سے صوبے کا کیس اس پر نہیں لڑا ہے،

جناب سپیکر: Monday باندھے راوڑی جی۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: ولے دا مشرف د خپل دغہ کرے دے؟ داخو چہ مونہر
مسترد کرو۔

جناب سپیکر: Monday باندھے راوڑی۔ اکرم خان درانی صاحب۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اودریری دا دوئی لہ مے فلور و رکرو۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب، تاسو ڊیرہ مننہ۔ سپیکر

صاحب، ایک جو کہ بہت اہم مسئلہ ہے، وہ آپ کے توسط سے گورنمنٹ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں
پر پورے ہاؤس کی Recommendation اور یہاں پر جتنے بھی ایم پی ایز ہیں اور اس میں آپ کی کاوش
بھی شامل تھی، ہمارے صوبے میں جو کوآپریٹو بینک تھا، وہ بحال ہوا اور ابھی اس کا جی ایم بھی بحال ہوا ہے
اور رجسٹرار بھی بحال ہوا ہے لیکن باقی اس کے نیچے جو عملہ ہے، وہ پریشانی کے حال میں ہے اور ابھی مجھے
کوئی ایسی Hurdle بھی نظر نہیں آرہی کہ کوئی وجہ ہے کہ ابھی وہ کام شروع نہیں کر رہے ہیں تو اس کے
جتنے بھی ایمپلائز ہیں، ان میں بڑی بے چینی ہے اور صبح بھی اس کے جو صوبائی صدر ہیں اور اس کی جو باڈی
ہے، وہ صبح میرے گھر پر آئے تھے اور یہی بات کر رہے تھے کہ ابھی چونکہ اس میں کوئی ایسی رکاوٹ والی
بات نہیں ہے، صرف گورنمنٹ کی توجہ چاہیے کہ اس کو Expedite کرے۔ اگر تھوڑی بہت اس میں
کوئی کمی پیش ہے تو وہ بینک بھی کام شروع کرے کیونکہ اس گورنمنٹ کا بہت ہی اچھا فیصلہ ہے اور ایک
اچھے فیصلے میں اگر اتنی دیر ہو جائے تو اس کی وہ اہمیت ختم ہو جاتی ہے، تو مجھے میرے خیال میں میاں افتخار
صاحب جواب دیں گے تو میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ وہ کوئی ایسا مثبت جواب دے دیں، کچھ جلدی
میں اس کا کوئی حل نکالیں کہ ان ایمپلائز کی پریشانی بھی ختم ہو جائے اور دوسرا میں نے موبائل بندش کی
بات کی تھی بنوں اور لکی میں، میاں صاحب نے مجھے دو دن دیئے تھے، میرے خیال میں ہفتہ گزر گیا تو میں
ابھی اسکے بارے میں بھی میاں صاحب کی زبان سے کوئی اچھی خبر سننے کی خواہش رکھتا ہوں کہ وہ بھی کوئی
اچھی خبر آج یہاں اس ایوان میں لائیں کہ اس بندش کو بھی ختم کریں، تو یہ دو بڑی اہم باتیں تھیں، میں
آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں سپیکر صاحب اور اس میں آپ کی بہت کاوش ہے اس کوآپریٹو بینک میں۔

جناب سپیکر: تھینک یو، جی۔ یہ جہاں تک کوآپریٹیو بینک کا تعلق ہے تو آج حاجی ہدایت اللہ خان نہیں ہیں تو یہ میرے خیال میں Best ہو گا کہ Monday پر ہم اس کو اٹھائیں گے، یہ بہت ضروری ہے۔ حاجی ہدایت اللہ خان صاحب کو ذرا وہ کر لیں کہ وہ Monday کو ضرور، اس پہ گورنمنٹ کی طرف سے جو پیش رفت ہوئی ہے، یہ چونکہ اچانک ہاؤس میں (بات) آگئی ہے تو گورنمنٹ Prepare نہیں ہوگی اس کیلئے البتہ میاں افتخار حسین صاحب جو ہیں، وہ موبائل بندش پہ بات کر سکتے ہیں۔ میاں افتخار حسین صاحب۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں ہزارہ کے ساتھی جو یہاں پہ پر لیں سے تعلق رکھتے ہیں، آئے ہیں، ان کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ کوآپریٹیو بینک کے حوالے سے آپ نے چونکہ رولنگ بھی دے دی اور اس سے قبل بھی وزیر صاحب یہاں پہ اسمبلی میں سب کچھ کہہ گئے ہیں، بحال ہوا ہے اور اس سے منسلک جو یہاں پہ کام کرنے والے ساتھی ہیں، چونکہ ان کو بھی فارغ کیا گیا تھا، اب دوبارہ ان کو لینے کیلئے ایک طریقہ کار ہو گا اور اس طریقہ کار کے تحت جو بھی ضرورت کے تحت ہمیں جن لوگوں کی ضرورت ہوگی، ان ہی میں سے لوگوں کو لینا ہے اور اس کیلئے انہوں نے اپنا کام جاری کیا ہوا ہے۔ جب یہ بینک Full fledged اپنا کام شروع کرے گا تو ان ہی لوگوں میں سے اپنے کام کے بندوں کو فعال کرنے کیلئے دوبارہ سران کو لیں گے، البتہ اکرم درانی صاحب کو یہ ضرور یقین دلاتے ہیں کہ ان کے پاس جو ملاقات کیلئے آئے تھے، وہ اگر وزیر صاحب سے بھی ملاقات کر لیں تو بہت کچھ جو ان کے خدشات ہیں، وہ دور ہو جائیں گے اور خود بھی چاہتے ہیں کہ ان کے خدشات دور ہوں۔ بنوں کے موبائل کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے، میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہہ دیا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے از خود اس کا نوٹس بھی لیا ہے اور آپ لوگوں کو پتہ بھی ہے کہ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ رپورٹ آئی بھی ہے کہ جب سارے صوبے میں موبائل پہ پابندی نہیں ہے تو بنوں میں بھی پابندی ہٹانی چاہیے، تھوڑی بہت ہمیں ضرورت ہے کہ ہم مزید اس کے حوالے سے معلومات حاصل کریں تو وزیر اعلیٰ صاحب از خود، یہاں پہ موبائل پہ جو پابندی ہے، اسے ہٹانے کا اعلان کریں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس با

Mr. Speaker: Dr. Iqbal Din Fana Sahib, to please move his-----

سر دار اور نگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: وروستو راروان دے جی۔ اودریرہ جی، دوئی پسه، اقبال دین فنا
پسه۔ Dr. Iqbal Din Fana Sahib first, move call attention No. 4543
 ڈاکٹر اقبال دین: مہربانی، سپیکر صاحب۔ یہ کالج کے 165 لیکچرارز کی گریڈ 17 سے 18 کو پروموشن کا
 مسئلہ تھا اور اس پر گورنمنٹ نے نوٹس لے لیا ہے اور میری معلومات کے مطابق سی ایم صاحب نے اس
 سمری پر دستخط مثبت فرمادیئے ہیں تو اس لئے میں سی ایم صاحب کا اور منسٹر ہائر ایجوکیشن کا اور پوری
 گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: بہت اچھی خبر ہے، تھینک یوجی۔ سردار اورنگزیب نلوٹھا صاحب۔ اسی طرح اچھی خبریں
دیا کریں ہاؤس میں تاکہ تھوڑی Positive چیز بھی نظر آئے۔ جی سردار صاحب، کال اٹینشن نوٹس نمبر
 549۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول
کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ ہر ماہ تمام صوبائی ملازمین سے بینوولنٹ فنڈ کی مد میں پیسے کاٹ لئے جاتے ہیں،
گزشتہ حکومت نے کوہاٹ روڈ پر سرکاری ملازمین کیلئے بینوولنٹ پبلک سکول تعمیر کیا جس کی عمارت بھی
سرکاری ہے، تمام ملازمین کے بچوں سے آدھی فیس اور ایڈمشن بھی آدھا لیا جا رہا تھا لیکن اب نجی تعلیمی
سال 2011 سے تمام ملازمین کے بچوں سے Full fees اور ایڈمشن کی مد میں بھی مکمل چارجز لئے
جا رہے ہیں جس کی وجہ سے تمام سرکاری ملازمین میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کون جواب دے گا جی؟ آزیبل لاء منسٹر صاحب، کال اٹینشن نوٹس، ایڈمنسٹریشن سے
تعلق ہے اس کا۔

بیرسٹر ارشد عبداللہ (وزیر قانون): 'سوری' جی، میں تھوڑا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میں اسی لئے آپ لوگوں کو جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ ایسی ضروری چیزوں کے دوران اگر
ہم آپس میں وہ نہ کیا کریں تو Full attention آپ کی پروسیڈنگز کی طرف ہوگی۔

وزیر قانون: سر، انہوں نے بات کی ہے ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے، اس طرح ہے جی کہ
چونکہ یہ ادارہ جو ہے، بنوولنٹ فنڈ کا ادارہ جو ہے، یہ ایمپلائز اور ایکس ایمپلائز بھی اور پھر ان کے بچوں، ان
کے فیملیز کی فلاح و بہبود کیلئے بنا ہوا ہے، پورے صوبے کے یعنی Serving employees اور جو
Former employees ہیں، ان سے جو Full fee ابھی چارج کر رہا ہے، یہ بورڈ سے

Independent ہوتا ہے، گورنمنٹ کی اس میں ایک ادھ Representation ہوتی ہے لیکن کنٹرول گورنمنٹ کا As such نہیں ہوتا کیونکہ اٹانومی دی ہوئی ہے لیجسلیشن کے ذریعے سے اس کو، دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو Full fee بھی ہے، وہ بھی Nominal ہے، مطلب یہ کہ اگر مکمل چارج کریں Admission fee یا Full fee تو یہ بھی بہت Nominal ہے، آپ اگر ان کا وہ فیس سٹرکچر دیکھ لیں تو یہ یعنی بالکل Affordable ہے، For any body تو یہ گزارش ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ Nominal کتنی ہے، لاء منسٹر صاحب! کتنی Nominal ہے؟
وزیر قانون: اصل میں مسئلہ یوں ہے جی کہ یہ مجھے صبح ملا ہے، اگر مجھے ایک دن پہلے یہ بھجوا دیا جائے، میں نے اس میں سٹاف کو بھی کہہ دیا ہے کہ یہاں سے ایک دن پہلے Collect کر لیا جائے۔ یہ مہربانی ہوگی مجھے ایک دن پہلے ملے تو میں انفارمیشن۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ڈیپارٹمنٹ کیوں آئریبل منسٹر صاحب کو اتنی دیر سے انفارمیشن صبح دیتا ہے؟
وزیر قانون: ابھی، بلکہ ایڈمنسٹریشن والوں کو تو شاید پتہ بھی نہیں تھا لیکن یہ ہے کہ اگر مجھے ایک دن پہلے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ بہت پہلے ان کو بھیجا جا چکا ہے اسمبلی سیکرٹریٹ سے، آپ کو انہوں نے Late دیا ہے، ان کو انسٹرکشن دی جاتی ہے کہ منسٹر صاحبان کو کم از کم ایک دن پہلے دیا کریں، دو دن پہلے۔
وزیر قانون: جی، جی۔ میں نے ابھی بلایا ہے ان کو، وہ آئیں گے، میں پھر ایم پی اے صاحب کو مکمل تفصیلات بھی دے دوں گا، انشاء اللہ ان کو Satisfy کر دوں گا۔

جناب سپیکر: حالانکہ کال اٹنشن کی یہ روایت رہی ہے اور یہ رولز میں بھی ہے کہ وہ ایک گھنٹہ پہلے آپ کو Brief ضرور کیا کریں۔ جی، بس نلوٹھا صاحب، یہ تو۔۔۔۔۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! اس میں میری عرض یہ ہے سر کہ غریب سرکاری ملازمین کے بچوں کے بینولنٹ فنڈ سے، یہ سابقہ حکومت میں یہ سکول قائم ہوا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: This is kept pending، اس کو پینڈنگ رکھتے ہیں کیونکہ وہ منسٹر صاحب کو پوری انفارمیشن نہیں ہے اس کی۔ This is kept pending، وہ جب انفارمیشن پوری لے لیں گے تو پھر

آپ کو اس کا جواب مل جائیگا۔ Pir Sahib; honorable Pir Syed Muhammad Sabir
 Shah Sahib, to please move his call attention notice No. 558.

سید محمد صابر شاہ: شکر یہ، جناب سپیکر۔ کال اٹینشن نوٹس پہ بات کرنے سے پہلے میں، یہاں ہمارے ایسٹ آباد پریس کلب کے ہمارے صحافی حضرات یہاں پر تشریف لائیں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میں انہیں خراج تحسین بھی پیش کروں، خوش آمدید بھی کہتا ہوں کیونکہ ہزارہ پریس نے ہمارے ہزارہ کی محرومیوں، ہمارے مسائل اور ہماری مشکلات کیلئے جس تندہی کے ساتھ ہمیشہ آواز اٹھائی ہے اور ایک قلم کا حق، کہ ایک قلم کار کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو قلم دیا ہوتا ہے، اس حق کو انہوں نے ہمیشہ کما حقہ استعمال کیا ہے، ہمارے مسائل ہماری مشکلات اور ہماری آواز کو پوری دنیا تک، حکمرانوں تک پہنچایا ہے، تو میں انہیں خوش آمدید کے ساتھ ساتھ خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد جناب سپیکر، میرا کال اٹینشن نوٹس ہے۔

جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ ایک ہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ایف سی کے پلاٹون نمبر 194 جو کہ کوہستان میں خدمات سرانجام دے رہا ہے، تو مذکورہ پلاٹون کا ایک سپاہی ناصر شاہ ولد فقیر شاہ عرصہ تقریباً دو تین سال سے ایک سابقہ آئی جی پولیس کے ساتھ ڈیوٹی دے رہا تھا، عرصہ پندرہ دن، بلکہ اب جب میں یہ داخل کر رہا تھا تو پندرہ سولہ دن ہو گئے ہیں، آج اس کے والد صاحب بھی یہاں پر تشریف لائیں ہیں، تقریباً اٹھارہ دن ہو گئے ہیں کہ وہ غائب ہے۔ جب اس سلسلہ میں اس کے رشتہ داروں نے مذکورہ آئی جی پولیس کے گھر سے دریافت کیا، سابقہ آئی جی پولیس کے گھر سے دریافت کیا تو انہیں یہ کہا گیا کہ ایک جرم کی پاداش میں، اس نے جواب دیا، پولیس کے حوالے کیا گیا ہے لیکن پولیس معلومات بسیار کے باوجود مذکورہ سپاہی کا پتہ دینے میں ناکام رہی۔ ابھی تک پتہ نہیں چل رہا کہ مذکورہ سپاہی جو غائب ہے، وہ زندہ ہے یا مردہ ہے یا سے جس بے جا میں رکھا گیا ہے؟ انتہائی تشویشناک صورتحال ہے۔ گزارش کی جاتی ہے کہ حکومت اصل حقائق سے ہاؤس کو باخبر کرے اور گمشدہ سپاہی کو برآمد کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

جناب سپیکر، اس سلسلے میں مذکورہ سپاہی کے والد کی طرف سے ایک خط جس کی کاپی میرے پاس بھی ہے، وہ آپ کی طرف انہوں نے بھیجی ہے، یقیناً آپ نے اس خط کو پڑھا ہوگا، میں اس سنگین مسئلے پر انسانیت کے حوالے سے ایک بات کرنے سے پہلے کہ حکومت کے ادارے جس طرح ہمارے عام لوگوں کے ساتھ یا اپنے ماتحتوں کے ساتھ جو سلوک کرتی ہے، ان کے حقوق کے حوالے سے میں بات کرونگا۔ جناب سپیکر، یہ کال اٹینشن نوٹس آج سے تین دن پہلے میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کیا اور

پھر سیکرٹری صاحب سے میں نے ریکویسٹ کی اور میرے سامنے سیکرٹری صاحب نے اس پر Urgent action کیلئے احکامات بھی صادر کئے، میں ان کا مشکور ہوں لیکن آج جب میں اپنے سامنے یہاں دیکھتا ہوں، آفیسر زگیلری میں تو جناب سپیکر، نہ تو مجھے پولیس کا کوئی نمائندہ نظر آتا ہے، نہ مجھے متعلقہ اداروں سے، ایف سی، فرنٹیئر کنسٹیبلری جس کا سپاہی ہے، جو گم ہو چکا ہے، جو بچے خدمات دے رہے ہیں، جہاں مختلف قوموں کے لوگ خدمات دے رہے ہیں، جہاں آج دہشت گردی کے خلاف یہ سروں پر کفن باندھ کر، چاہے ہماری پولیس ہو، چاہے ہماری ایف سی کے نوجوان ہوں، یہ سروں پر کفن باندھ کر حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں، دہشت گردی کا مقابلہ کر رہے ہیں، سماج کے اندر بھیلے ہوئے جو جرائم ہیں، ان کا مقابلہ کر رہے ہیں، کیا ہمارے یہ ادارے فرنٹیئر کنسٹیبلری، پولیس کے جو ذمہ دار ہیں، کیا انکی ذمہ داری نہیں ہے کہ اگر بیس دن سے، اٹھارہ دن سے ایک سپاہی گم ہے اور اس کا باپ درد کی ٹھوکریں کھا رہا ہے، وہ اس آئی جی کے گھر میں گیا اور اس نے کہا کہ جناب اس کو چوری کے الزام میں میں نے پولیس کے حوالے کیا، باقی جاؤ مجھے کوئی پتہ نہیں، جناب سپیکر، ایک سوال یہ بھی تو پیدا ہوتا ہے کہ ایک لڑکا جس کا پلاٹون کو ہستان میں ہے اور اس کی ڈیوٹی جو ہے وہ ایک ریٹائرڈ پولیس آئی جی کے ساتھ لگائی گئی ہے، سب سے پہلے تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کتنے نوجوان، کتنے ہمارے لوگ، کتنے ہمارے بچے آج بجائے اس کے کہ وہ اپنی خدمات انجام دیں، آج حاضر سروس تو اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن ریٹائرڈ لوگ جو اپنی خدمات ختم کر چکے، جو اپنی ملازمت ختم کر چکے ہیں، جو مراعات لے چکے ہیں، جو آج پنشن لے رہے ہیں، آج بھی وہی ٹھٹھٹ باٹ ہے، آج بھی انکے وہی نخرے ہیں، آج بھی اسی طرح سرکاری اہلکاروں کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں، آج بھی انکی عیاشیوں میں کوئی فرق نہیں پڑا، تو جناب سپیکر، میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک واقعہ جو ہے، اس واقعہ کو بنیاد نہیں بنانا چاہیے، اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق لینا چاہیے، اس کو ایک ایسی بنیاد ہمیں بنانا چاہیے کہ جس سے ہمارے اہلکار، ہمارے پولیس کے اہلکار، ہمارے ایف سی اور ہمارے دیگر اداروں کے اندر جتنے ہمارے اہلکار ہیں، وہ بجائے اس کے کہ افسران کے گھروں میں بچارے جا کر ڈیوٹیاں کریں، مظالم سہیں، وہ جہاں جہاں انکی ڈیوٹیاں ہیں، جہاں قوم کو انکی ضرورت ہے، قوم کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ ایک جوان کسی پولیس افسر کے گھر میں جا کر وہاں پر چوبیس گھنٹے کی ملازمت کرے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے بچے مر رہے ہیں، بے گناہ لوگ مر رہے ہیں، جگہ جگہ دھماکے ہو رہے ہیں، Kidnapping ہو رہی ہے، جرائم ہو رہے ہیں، انکی طرف ہمیں توجہ دینے کی

ضرورت ہے لیکن آج میں یہ بات کرتا ہوں، میاں صاحب بہماں پر بیٹھے ہیں، انتہائی ذمہ دار ہمارے منسٹر انفارمیشن ہیں، میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اس بچے کا جس کے والدین آج درد کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، اس کا پتہ تو معلوم کریں، یہ معلوم تو ہونا چاہیے کہ اگر اسے مارا گیا ہے، اسے قتل کر دیا گیا ہے تو پھر بھی لواحقین کو بتادیں اور اگر اس کو کسی جس بے جا میں رکھ کر آئین کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، اس پر تشدد ہو رہا ہے، اگر اس نے جرم کیا ہے تو وہ قانون کا جو پرو سیجر ہے، عدالتیں ہیں، عدالتی طریقہ کار ہے، اس کے مطابق اس سے باز پرس ہونی چاہیے لیکن یہ جو طریقہ کار ہے جناب سپیکر، یہ طریقہ کار اگر جاری رہا، ایک بچے کیلئے اس کے والدین نے مجھ تک Approach کیا، ہو سکتا ہے کہ ایک دو کیس اور بھی ایسے ہوں جہاں انکی یہ استطاعت ہو کہ وہ اپنے نمائندوں تک پہنچ سکیں لیکن ایسے کتنے غریب ہونگے کہ جن کے بچے اس بھٹی میں، اس آگ میں جل رہے ہونگے لیکن ان کیلئے آواز اٹھانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ کیا یہ ضروری ہے کہ انصاف دینے کیلئے کسی ایم پی اے، کسی وزیر، کسی بڑے آدمی، کسی بڑے اہلکار کی اس میساج کو ہمیں استعمال کرنا پڑے گا؟ نظام کو بھی ہمیں درست کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسا نظام دینا چاہیے کہ کسی بھی سرکاری یا ریٹائرڈ ملازمین کی اس ہاؤس میں رپورٹ آنی چاہیے کہ کتنے بچے ہیں جو کہ سرکاری ڈیوٹیوں کی بجائے ریٹائرڈ افسران کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، کتنے بچے ہیں کہ ان سے پوچھا جائے کہ ان کے ساتھ ان گھروں میں جہاں وہ رہ رہے ہیں، رویہ کیا ہے، وہ ڈر کے مارے آواز نہیں اٹھا سکتے، خوف کے اندر انکی زندگیاں گزر رہی ہیں، اس لئے جناب سپیکر، میں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے اس بچے کی بازیابی کیلئے عملی اقدامات کئے جائیں، اس ہاؤس کو مطمئن کیا جائے اور وہ تمام محصور ہمارے پولیس اور ایف سی کے وہ بچے جو ریٹائرڈ افسران کی قید میں ہیں انکو انکی قید سے بھی رہائی دلوائی جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی آزیبل افتخار حسین صاحب، پلیز۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): شکر یہ جی۔ پیر صاحب نے بہت اہم مسئلے پر جس جذباتی انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا، کچھ اس سے منسلک اور کچھ حالات اور واقعات کو ایسے انداز میں بیان کیا کہ وہ خود بھی وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں، ان کو خود بھی یہ اندازہ ہے کہ جو ریٹائر ہو جاتے ہیں، انکی بھی کچھ مراعات ہوتی ہیں اور اسی طرح جس طرح ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ صاحبان ہیں تو انکے بھی کچھ ایسے ہی حقوق ہیں اور اس طرح پریوینج بنتا ہے، تو ایسا نہیں ہے کہ کسی کو زبردستی وہاں پر لے جایا گیا ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ چونکہ

ایف سی مرکز سے تعلق رکھتی ہے اور وہاں سے کنٹرول ہوتی ہے، اس سلسلے میں ہمارے صوبے میں جو واقعہ ہوا ہے تو ہماری اپنی ذمہ داری بنتی ہے اور چونکہ پولیس سے پھر انکا واسطہ ہے، اس بنیاد پر ہم نے مرکز سے معلومات کو اکٹھا کرنے کیلئے وہاں پر رابطہ کیا ہوا ہے اور دو دن کا وقت انہوں نے دیا ہے، دو دن کے اندر اندر آئی جی پی صاحب کو ایف سی کی طرف سے رپورٹ میا کی جائیگی تو تمام صورتحال سامنے آجائیگی اور ہم نے اس مسئلے کو اٹھایا ہے۔ اس بات کا جناب سپیکر، چونکہ سارے صوبے سے تعلق ہے، سارے ملک سے تعلق ہے اور ایک بندے کا پھر اس طریقے سے غائب ہونا اور پھر اس کو جرح کیلئے لے جایا گیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو عوام کے سامنے ہو، چھپ چھپا کے بات نہیں ہونی چاہیے اور یہ کہ اس کو بالکل جس طرح پیر صاحب چاہ رہے ہیں، اسی طرح ہم نے Take up کیا ہوا ہے لیکن اس کے علاوہ اس کے پس منظر میں بات ہم کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی ایسی وکالت نہ کی جائے کہ کل کو اگر حقیقی صورتحال سامنے آئے تو اس وکالت پر اپنے آپ کو بچھتنا پڑے کیونکہ جب ساری صورتحال سامنے آتی ہے تو پھر واقعات کچھ اور ہوتے ہیں، لہذا ہمارے ملک میں جس طرح پیر صاحب نے اشارہ کیا کہ بہت کچھ ہو رہا ہے، دہشت گردی بھی ہے، غنڈہ گردی بھی ہے، سب کچھ ہے، اور یہ سب کچھ اسی ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے اور اسی معاشرے میں کچھ لوگ انکے ساتھی بھی ہیں، انکا ساتھ بھی دے رہے ہیں، مخبر کا کام بھی کر رہے ہیں اور پھر ان سے تفتیش کرنے کیلئے مختلف طریقہ کار بھی ہوتے ہیں، لہذا اس طریقے سے اس پیرائے میں بات کرنا کہ خدا نخواستہ سو فیصد ظلم ہو رہا ہے، ناجائز ہو رہا ہے، ہم اگر پولیس کی بات کرتے ہیں، آج آئی جی ریٹائرڈ کی بات کرتے ہیں اور پولیس کی قربانیوں کی بات کرتے ہیں تو لازمی بات ہے کہ وہ وہی پولیس ہے جس کے حوالے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آج وہ ریٹائرڈ ہے تو اس کا کچھ حق نہیں بنتا، یہ وہی پولیس ہے جو جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ہمیں تحفظ فراہم کرتی ہے۔ آج جس جوان کی ہم بات کر رہے ہیں جو ایف سی میں ملازم ہے تو ایف سی میں ملازم ہوتے ہوئے بھی ہماری پولیس کے ملازموں کے ہاتھ ان کا جرح ہو رہا ہے، لہذا ایف سی کے ملازم کا بھی تحفظ ہے، پولیس کی ملازمت کا بھی تحفظ ہے، غیر قانونی طریقے سے اگر ایف سی والا کام کرے، اس سے پوچھا جائیگا، پولیس والے کام کریں، ان سے پوچھا جائیگا، اگر کوئی کسی کا ملازم ہو نہ ہو اور پاکستان کا شہری ہو اور غیر آئینی، غیر قانونی طریقے سے کام کرے، اس سے بھی پوچھا جائیگا، لہذا میں پیر صاحب کو اور تمام اپنے اس ہاؤس کو اور اس کے ذریعے سارے صوبے کو اور انکے والدین کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم بالکل سو فیصد حقیقی طور پر تحقیقات کریں گے اور اگر اس پر کوئی ایسا جرم نہ ہو کہ جس کے

زمرے میں اس کو گرفتار کیا جاسکتا ہے تو ضرور رہا کیا جائیگا اور اگر یہ برحق تھا تو انہوں نے غفلت کی ہے جن لوگوں کے پاس یہ ہے، تو اس غفلت کے مرتکب ہونے کے بعد مکمل طور پر انکو سزا دی جائیگی تاکہ آئندہ کیلئے ایسی کوئی حرکت نہ کر سکے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی پیر صاحب۔

سید محمد صابر شاہ: انہوں نے جو یقین دہانی کرائی کہ ہم اس کو برآمد کرنے میں اپنا پورا کردار ادا کریں گے، میاں صاحب بہت اچھے، ہمارے اس ہاؤس کے تمام وزیروں میں سب سے اچھے ہمارے ساتھی ہیں اور بات کرنا بھی جانتے ہیں اور بات کے اندر جو بات کرتے ہیں Between the line، وہ بھی بڑی اہم ہوتی ہے، میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ہاؤس میں اس بچے کے معاملے کو لانے کا مقصد کہ اگر وہ مجرم ہے تو میں نے قانون کی بات کی ہے، قانون موجود ہے اور حقائق جاننے کیلئے جو حقائق بھی آتے ہیں، اس پہ ہمیں شرمندگی نہیں ہوگی۔ میں معذرت کے ساتھ میاں صاحب سے کہ اس طرح سے تو کوئی بھی مسئلہ ہم نہیں اٹھائیں گے کہ ہمیں شرمندگی اٹھانا پڑے گی، ہم کہتے ہیں، اگر وہ مجرم ہے تو اس کے مطابق، قانون کے مطابق اس کے ساتھ معاملات ہونے چاہیئے۔ باقی جو ریٹائرڈ پولیس کی آپ نے بات کی، بالکل پولیس کیلئے اگر یہ ضرورت آپ محسوس کرتے ہیں، کسی کو ہمارے اہلکاروں کو، ہمارے سپاہیوں کو دینے کی، تو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی اور ظلم بھی نہ ہو، اگر بیس دن سے ایک لڑکا غائب ہو اور اب اس کی بات بھی وہاں پہ کی جائے اور وہاں سے یہ جواب دیا جائے کہ ہم نے پولیس کے حوالے کیا ہے، اور آج تک نہ اس کی ایف آئی آر، نہ اس بچے کے بارے میں پولیس سے معلومات ملیں، نہ کسی اور جگہ سے تو تشویش اگر ہمیں نہیں ہوگی اور اگر اس کو ہم چھوٹا مسئلہ سمجھیں گے تو میرے خیال میں یہ بڑی زیادتی ہوگی۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں میاں صاحب کا کہ انہوں نے جو یقین دہانی کرائی، مجھے یقین ہے کہ وہ اس پہ فوری ایکشن لیں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ آئٹم نمبر 8۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر صاحب! پیر صاحب بالکل درست خبرہ اوکڑہ، ماچہ پہ کوم پیرہ خبرہ کڑے دہ، دا ہم یقینی خبرہ دہ چہ کوم سرے گرفتار شی یا د پولیس سرہ وی نو پکار دا دہ چہ دھغے رپورٹ درج شی، ایف آئی آر درج شی۔ دا پریکٹس نہ دے پکار چہ د ایف آئی آر نہ بغیر د یوکس د پولیس پہ لاس کبے وی، ماخکہ پہ دے بنیاد خبرہ اوکڑہ چہ تحقیقات بہ کوؤ دوہ ورخے ہغوی مونر

له راكړی دی، دوی له ما Surety وركړې وه خو دا په دې بنياد، داسې ما نه دی وئیلی چه شرمندگي، څه خبرې داسې دی لكه مونږ ذمه وار خلق يو، مونږ به د ټولو خبرو خيال ساتو۔ كوم سرې چه نن نشته او هغه سره دا زياتې شوې دې، د هغه تپوس به كوؤ، كوم چه آئی جی پی سره وو او هغه ريتائر دې، ولې وو؟ د دې تپوس به هم كوؤ۔ كه هغه Entitled وي، دا به په ريكارډ وي، بغير ريكارډ نه څوك سرकारी ملازم چا له وركولې نه شی او بيا چه دا هغه نن پوليس سره دې او په ريكارډ نشته، د دې تپوس به هم كوؤ خو دا يوه خبره چه ما او كړه، دا د ذمه واری په حیثیت ما په دې او كړه جناب سپيكر صاحب، چه زمونږ په دې صوبه كښې ډيرې خبرې روانې دي چه د هغې د روک تھام د پاره مونږ له به اقدامات اوچتول غواړي۔ ډيرې خبرې داسې وي چه هغه بيا وروستو حقائق مخكښې بيانوؤ، هغه خبره زمونږ لاس ته نه راځي۔ زه به يو مثال وركړم، زما خپل خيال دا دې چه پير صاحب به زما سره په ديكنېس متفق وي، جناب سپيكر صاحب، مونږ چه د دهشت گردو په حواله خبره كوؤ او مونږ بروقت خبره او كړو نو هغه دهشت گرد زمونږ گوتو له نه راځي، د هغوی دومره مضبوط نيټ ورك وي چه هغه زمونږ د گوتو نه اوځي او بيا صرف خبره پاتې شي او خلق د گوتو نه وتلی وي۔ كله چه مونږه دهشت گرد لاس ته راوړو، خبره برابر كړو او بيا مونږ ته اندازه اولگي چه كه اوس دا خبره خلقو ته ځي، دهشت گرد زمونږ د گوتو نه وتې نه شي، نو د دې خبرو لږ احتياط كوؤ، زما خپل خيال دا دې چه پير صاحب به زما په خبرو باندې كيدې شي د هغوی جذباتو ته تھيس رسيدلې وي، ما خو په دې خيال باندې كړی دی، د هغه برحق خبره ده او په ديكنېس به ورسره پوره ملگرتيا كوؤ۔

Mr. Speaker: Thank you ji; thank you Mian Sahib.

مسوده قانون (ترميمي) بابت خيبر پختونخوا پبلک سروس کمیشن مجريه 2011 کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: The honourable Minister for Law on behalf of honourable Chief Minister, Khyber Pakhtunkhwa, to please introduce before the House the Khyber Pakhtunkhwa Public Service Commission (Amendment) Bill, 2011.

Barrister Arshad Abdullah (Minister for Law): Thank you, Sir. On behalf of the honourable Chief Minister, I would like to present

before this august House the Khyber Pakhtunkhwa Public Service Commission (Amendment) Bill, 2011. Thank you.

Mr. Speaker: It stands introduced.

ہائر ایجوکیشن کمیشن پر اختتامی تقریر

Mr. Speaker: Honourable Minister for Higher Education, to please deliver windup speech on Higher Education Commission. Qazi Asad Sahib.

قاضی محمد اسد خان (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو، سر۔ سر، 'وائنڈ اپ' سے پہلے میں بھی ہزارہ کے جو ہمارے میڈیا کے معزز اراکین، یہاں تشریف لائے ہیں، انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جناب سپیکر، ایجوکیشن کمیشن اور ہائر ایجوکیشن کمیشن Particularly کسی بھی کامیاب معاشرے کی سب سے اہم Investment ہے اور اس کے جو نتائج ہیں، وہ آپ کو بہت دور تک اس کے Profits ملتے ہیں۔ یہ سر جو ڈیویڈنڈ پچھلے کچھ دنوں سے ہائر ایجوکیشن کمیشن کی Devolution کے حوالے سے شروع ہوئی اور پھر اس پر میڈیا میں مختلف لوگوں نے بات کی، سپیکر صاحب، آپ اور یہ معزز ہاؤس یہ جانتا ہے کہ اسلام آباد یا مرکز کوئی الگ چیز نہیں ہے، مرکز ان چار Federating units کا مرکز ہے اور مجھے یاد ہے کہ آپ کی مدد سے، آپ کی Interest کی وجہ سے ہم نے تقریباً چار یا پانچ یونیورسٹیز کے ایکٹ پاس کئے تھے اور عبدالاکبر خان، جنہوں نے یہ نوٹس بھی دیا جس پر یہ بحث جاری ہے، میرے ساتھ اکثر بحث کرتے تھے۔ میں نے کہا ہے جی، یہ ہائر ایجوکیشن کمیشن چونکہ ہمیں فنڈ دیتا ہے اور چانسلر صاحب کو Directly، یونیورسٹی چونکہ Autonomous ہے، چانسلر صاحب کو وہ رپورٹ کرتا ہے تو عبدالاکبر خان نے مجھے کہا کہ کوئی فنڈ ہمیں کوئی نہیں دیتا، یہ مرکز سے جو فنڈ ہمیں ملتا ہے، وہ اس صوبے کا حق ہے۔ پس فنڈ جو ملتا ہے، وہ ہے کہ صوبے کا ہم اپنا شیئر لیتے ہیں، کسی سے کوئی خیرات نہیں لیتے ہیں اور جن لوگوں نے اٹھارہویں ترمیم کے اوپر کام کیا ہے، وہ ویسے ہی دو تین سال کی بات نہیں تھی، یہاں پر صوبائی خود مختاری کیلئے ہماری پارٹی نے اور مختلف پارٹیوں نے بھی، لیکن ہماری پارٹی نے سب سے لمبی جدوجہد کی ہے اور یہ وہی پراونشل اتانومی تھی جس کے Outcome میں، جس کے نتیجے میں آپ کو یہ اختیارات مل رہے ہیں۔ سر، میں نے ان Authors کے ساتھ، ان لوگوں سے بات کی ہے کہ جی آپ سے یہ کوئی غلطی رہ گئی ہے آئین میں کہ آپ چاہتے نہیں تھے، آپ نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کا جو Role دیکھا تھا، کیا وہ ایسا نہیں تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، بالکل تھا اور ہم نے اسکو بالکل صوبوں کو Devolve کرنے کیلئے قانون بنایا اور اسکی

فنانشل امانومی صوبے کو ملے گی اور صوبے پھر یونیورسٹیز کے فنڈز میرٹ پہ، اس کے اوپر میں بات کرتا ہوں، تقسیم کریں گے۔ سر، ہم کبھی بھی اپنے تعلیمی معیار کو گرنے نہیں دیں گے، ہم اس کو بہتر کریں گے، اس کو Improve کریں گے۔ آپ کو پتہ ہے سر، اس ترمیم کے بعد بھی مرکز کے پاس تو سنٹرل باڈی ہوگی، جہاں پہ Equivalence, Standards of Education اور ریسرچ کا اختیار رہے گا، اس پر تو کوئی پابندی بھی نہیں، جدھر میرے معزز اراکین نے تھوڑا یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ جی یہ ریسرچ کے اوپر کام ہو رہا ہے، یہ سٹینڈرڈز ختم ہو جائیں گے تو ایسا انشاء اللہ تعالیٰ کوئی مسئلہ بھی نہیں ہوگا لیکن جو Critical بات ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کو جو ایکدم کامیاب کروایا جس چیز نے، وہ فنڈنگ تھی، اس کو پیسے ملے تھے اور پھر اس میں کمال کیا تھا اس پیسے کا کہ وہ جو خرچ کرتے تھے، انہیں ایک لائن کا بجٹ ملتا تھا ہائر ایجوکیشن کمیشن کو، جب پی ایس ڈی پی میں بجٹ مختص ہوتا تھا تو وہاں پہ ایک لائن کا بجٹ جیسے آپ کی صوبائی اسمبلی کیلئے مختص ہوتا ہے، پھر آپ اپنی صوبائی اسمبلی میں کسی کے پابند نہیں ہوتے، اپنے قانون اور اپنے رولز آف برنس کے تحت اپنا فنڈ خرچ کر سکتے ہیں، ہائر ایجوکیشن کمیشن اس طرح خرچ کرتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ تھا کہ ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب کی Vision تھی، ان کی Excellence تھی، انہوں نے بڑا بردست ایک پلان بنایا اور اس پہ انہوں نے Standards criteria رکھے، میں ایک دو مثالیں آپ کو دے دوں سر کہ ایک اس میں انہوں نے یہ رکھا تھا کہ یونیورسٹی کی جو فیکلٹی Hire ہوگی، اس میں کوئی بھی تھرڈ ڈویژن نہیں ہوگا، جس کے کیریئر میں کوئی بھی تھرڈ ڈویژن ہو، وہ آپ کی پبلک سیکلر یونیورسٹی میں نوکری نہیں کر سکے گا۔ ساتھ بنیاد تھی، Vision تھی، پلان تھا لیکن پیچھے پیسے کی Backing تھی اور سر، میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ایک وی سی صاحب نے کل ہی ہمیں بتایا ریسرچ کر کے کہ International average spending on education پانچ اعشاریہ ایک فیصد ہے، Average سر، لگ بھگ دو سو ملک کا 5.1 Average فیصد، میں افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا 1.4 فیصد ہے، ہندوستان 6.1 فیصد ہے۔ یہ فنڈنگ کی بات تھی سر، یونیورسٹی بنانے صوبائی اسمبلی کا ایکٹ، زمین اس کیلئے دے صوبائی حکومت، Minimum capital requirement اس کی پوری کرے صوبائی حکومت، سوال اس پر آئے تو جواب دے صوبائی حکومت، تو پھر سر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی یونیورسٹیز کو کنٹرول نہ کر سکیں اور ان کو چلانہ سکیں بہتر انداز میں؟ ہم سر اس کیلئے پرو نیشنل ہائر ایجوکیشن کونسل تجویز کر رہے ہیں اور پرو نیشنل ہائر ایجوکیشن کونسل انشاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب کے ماڈل کو ہم

Follow کریں گے۔ کوئی بھی ہو انسان تو ساری دنیا سے نالچ لیتا ہے، تعلیم حاصل کرتا ہے، ڈاکٹر عطاء صاحب تو ہمارے اپنے تھے، انہوں نے ایک کامیاب ماڈل دیا، اس کو بہت اچھے طریقے سے انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پہ Follow کیا جاسکتا ہے اور یہ سر ہماری گورنمنٹ نے بار بار Commitment کی ہے، چیف منسٹر صاحب نے کہ ہم فنڈنگ کو پر اہم نہیں ہونے دیں گے، فنڈنگ فراہم کی جائے گی، یہ ہمارے مستقبل کی بات ہے اور سر ہم نے بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو ہماری پرائونٹل ہائر ایجوکیشن کو نسل ہوگی، اس کو بھی ہم Bulk میں بجٹ میں فنڈ دیں گے تاکہ پھر یہ پرائونٹل ورکنگ پارٹی، ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی اور Bureaucratic hurdles کا کوئی مسئلہ نہ ہو اور وہ جو اصل اٹانومی ہوتی ہے سر کسی بھی انسٹی ٹیوشن کی، وہ اسکی فنانشل اٹانومی ہے، ہم اس کو فنانشل اٹانومی دیں گے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ True آزاد ہوگی۔ سر ادھر کچھ لوگ مخالفت کر رہے تھے، اس ہاؤس کے آئریبل ممبرز تو ڈیپٹ کر رہے تھے لیکن باہر کچھ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں، سر ان سے بنیادی سوال یہ ہے کہ آپ کو اسلام آباد جاکے، اپنے پراجیکٹس لے جا کے وہاں پر بات کرنا آسان لگتا ہے اور یہاں پہ آپ کی اگر اسی طرح کی باڈی، اتنی ہی با اختیار باڈی ہو پشاور میں، صوبے میں، اس کے پاس جانا آپ کو مشکل نظر آ رہا ہے تو یہ سر ایک ایسی چیز تھی کہ ہمیں بالکل سمجھ نہیں آئی لیکن میں یہ واضح کر دوں کہ اللہ کے فضل سے ہمارے وائس چانسلرز پبلک سیکٹور یونیورسٹیز کے گورنمنٹ کے ساتھ ہیں، وہ گورنمنٹ کے ماتحت ہیں اور وہ اس پر ہمارے ساتھ بیٹھ کے کام کر رہے ہیں۔ سر، ہمارے پاس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ Capacity نہ ہو، خیر پختہ خواہ کا تو تعلیم میں ایک نام تھا، آپ جانتے ہیں سپیکر صاحب، جہاں بھی دنیا میں آپ چلے جائیں، آپ کے اس صوبے کے لوگ باہر مغرب میں اعلیٰ ترین پوسٹوں پہ کام کر رہے ہیں، سائنس اور ریسرچ میں کام کر رہے ہیں۔ سر ہمارے Caliber کی میں ایک مثال یہ دوں کہ یونیورسٹیز گرانٹس کمیشن کا ایک چیئر مین پریشان خٹک صاحب بھی تھے اور وہ اسی صوبے سے تعلق رکھتے تھے، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس یہ Personalities ہیں کہ جو مرکز میں بھی، اگر یہ ادارہ وہ چلا سکتے ہیں تو صوبے میں بھی تو Sons of the soil ہیں، وہ تو اس سے بھی بہتر چلا سکتے ہیں۔ ایک اور بات سر، ہمارے میرٹ کے بارے میں ہماری حکومت کے حوالے سے یہ اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ یونیورسٹیز کے ہمارے ہاں جو وائس چانسلرز لگانے کا پروپوزیشن ہے سر، وہ سرچ کمیٹی ہے، سارے ملک میں جس کی تعریف کی گئی ہے اور وہ بالکل Transparent ہے، جب وی سی Transparent طریقے سے ہم لگاتے ہیں تو وہ اپنے ایک خاص

Criteria کو پورا کر کے لگتا ہے، وہ میرٹ پر لگتا ہے، اس میں حکومت کی کوئی دخل اندازی نہیں ہوتی۔ یہ وہ چیزیں ہیں ناسرکہ جو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی اپنی پراونشل ہائر ایجوکیشن کونسل کو چلانے میں، یہ وہ طریقہ کار ہو گا جو اس کو Independent اور Transparent رکھے گا۔ سر، آپ کی اس صوبائی حکومت نے اس دفعہ یہ جو موجودہ مالی سال، تاریخ میں پہلی بار چوبیس کروڑ روپے پی ایچ ڈی سکالرشپس کیلئے اس صوبے نے رکھے اور وہ عبدالولی خان یونیورسٹی کو ہم نے دیئے ہیں چوبیس کروڑ روپے، انشاء اللہ اسکو ہم جاری رکھیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے جی کہ یہاں پر ہمارے پاس وہ سوچ ہے ہائر ایجوکیشن کیلئے، اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں سر، یونیورسٹیز آپ کے سامنے یہاں پر بنتی رہیں، ہم نے تو پرائیویٹ سیکٹر کو بھی Encourage کیا، پبلک سیکٹر کو بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہیں۔ سر، یہ جو ہائر ایجوکیشن کمیشن کے حوالے سے میں نے بتایا کہ ڈاکٹر عطاء الرحمن صاحب کو فنڈز تک Access حاصل تھی، بات کرنی ہے تو سر میں بات کرتا رہوں لیکن اگر خالی ہاتھ ہوں تو بات نہیں بنے گی۔ وہ جہاں سے بات کرتے تھے، جیب سے پیسہ نکالتے تھے اور وہ اسکو چلا سکتے تھے۔ راکٹ سائنس کوئی بھی نہیں تھی۔ قصہ سر سارا یہ ہے کہ تنخواہ اچھی دینے کی پوزیشن میں تھے، Salaries بڑھادیں، ریسرچ کو Tie کر دیا، کلاز وہاں پہ ڈال دیں کہ جب آپ فنڈز یونیورسٹیز کو دیں گے تو اتنا آپ ریسرچ پر خرچ کریں گے، اتنا آپ لائبریریز پر خرچ کریں گے، اتنا آپ فیکلٹی ٹریننگ پہ کریں گے۔ فیکلٹی کے Minimum standards بنا دیئے اور اسکی وجہ سے سر، پھر Naturally آپکا سٹینڈرڈ چڑھتا گیا۔ Research Journals بنا دیئے کہ ان میں آپ نے بڑی سبیلیکیشنز شائع کرنی ہیں، بات پھر پیسے کی تھی۔ اب سر، چوالیس ارب روپے ایچ ای سی کے بجٹ میں پانچ ارب روپے پختہ نخواستہ کو ملتے ہیں، اس پانچ ارب کو میں نے جیسے پہلے کہا کہ اگر آپ نے دیکھنا ہے، جن کے ساتھ آپ کا Competition ہے، دنیا میں Seclude ہو کر کوئی نہیں رہ سکتا، سب نے مل کر مقابلے میں رہنا ہوتا ہے، لوگ Six percent خرچ کر رہے ہیں سر، میں ایران گیا تھا Seventeen percent خرچ کر رہے ہیں ایجوکیشن پر اور اس کے Priorities ہیں۔ میں سرکئی دفعہ، بلکہ تقریباً پچھلے ایک ڈیڑھ سال سے، جب سے ایجوکیشن ٹاسک فورس بنائی گئی تھی، میں اپنے حلقے میں جہاں بھی جاتا ہوں، میں Even پبلک کو کہتا ہوں کہ اپنے نمائندوں کو خدا کیلئے چھوڑیں کہ ان سے آپ تبادلے اور بھرتیاں اور شارٹ ٹرم یہ ٹرانسپارمرز اور یہ باتیں کہ پیسے کا پانی مانگیں، اس سے کہیں گے کہ آپ خدا کیلئے ایجوکیشن کا بجٹ بڑھائیں۔ ایجوکیشن کا بجٹ بڑھے گا تو یہ پانی بھی ملے گا، گیس بھی ملے

گی۔ سر، ایجوکیشن ایک تو ہے نا ترقی کا عام لفظ ہے، سر Technically جب ایجوکیشن ہوگی، یہ لوگ ہوں گے تو جو Applied research ہے اور Technology transfer ہے، اسکے ہم قابل ہونگے۔ یہاں پر ہمارے ایک ڈائریکٹر سائنس (سابقہ) بیٹھے ہیں جی، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے، انہوں نے یہاں پر Fairs کروائے اور وہاں پر انہوں نے جنرل پبلک کو لایا، ادھر سے لوگوں نے اپنی ایجادیں بتائیں۔ شوق بہت ہے، Talent بھی ہے، اس صوبے میں، میں چیلنج سے کہتا ہوں سر، سب سے زیادہ ہے لیکن بات یہ ہے کہ ہمیں فنڈ چاہیے اور انشاء اللہ تعالیٰ سر فنڈنگ بھی دینگے اپنی صوبائی ہائر ایجوکیشن کونسل کو اور اس کو Independent بھی رکھیں گے اور سر، کبھی بھی کسی بھی پلان کی کامیابی Depend نیت پر کرتی ہے۔ بس سر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ، قاضی صاحب۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: میں گزارش کر رہا تھا سر، ایک منٹ دے دیں سر۔ سر، آپ مجھ سے زیادہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آج کل ایک پرائیویٹ سکول میں بچے کا داخلہ نہ ہو، میرٹ کی Violation ہو، لوگ سیدھے عدالت جاتے ہیں۔ پروفیشنل کالجز کو تو چھوڑ دیں، آپ کا خیال ہے سر پبلیٹیکل لوگ کوئی ایسا فیصلہ کریں گے کہ جس سے یہ بچوں کا Future at stake ہو جائے گا اور وہ سارے روڈ پر نکل آئیں گے، ایسا کبھی بھی نہیں ہوگا، میں تسلی دینا چاہتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ جو اس صوبے کیلئے Best ہوگا، وہ ہوگا اور ہم اپنے اس Devolution سے صوبے کو کامیابی کی طرف لیکر جائیں گے۔

Mr. Speaker: Qazi Sahib, thank you very much

(تالیاں)

جناب عبدالاکبر خان: میں مشکور ہوں قاضی صاحب کا کہ انہوں نے بڑی ڈیٹیل سے اور بڑے ماہرانہ انداز میں، جو پوائنٹ میں Raise کرنا چاہتا تھا، وہ انہوں نے تفصیل سے بتا دیا اور جناب سپیکر، یہ ایک Perception بن گیا کہ جی جیسے 18th amendment کے بعد یونیورسٹیوں سے یہ ریسرچ اور یہ سب کچھ ختم ہوتا ہے، پھر میں کہتا ہوں کہ جو فیڈرل لیجسلیٹیو لسٹ کا 16th اور 17th آئٹمز ہیں وہ سب چیزوں کو Cover کرتے ہیں جو Apprehension خواہ مخواہ بھی بنایا گیا ہے، صرف کنکریٹ لسٹ کا جو 38 ہے، میں اس کو سناتا ہوں، جناب سپیکر، صرف یہ صوبے کے پاس آگیا:

“Curriculum, syllabus, planning, policy, center of excellence and standards of education.”

سر، یہ ٹرانسفر ہو گیا صوبوں کو۔ باقی 17th جو پہلے بھی تھا، 17th اور 16th فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ میں، وہ تو ابھی بھی جناب سپیکر فیڈرل کے پاس ہیں، ابھی بھی اس کیلئے وہ اتھارٹی جو ہائر ایجوکیشن کمیشن ہے یا جو دوسری اتھارٹی بنائیں گے وہ 16th اور 17th میں جو سب کے سب کالرشپس کا وہی ہے لیکن یہ تو To the extent of curriculum, syllabus, policy، اب جناب سپیکر آپ دیکھیں کہ ایک، ایک، اسکول میں ایک قسم کا سلیبس چل رہا ہے، دوسرے اسکول میں دوسرے قسم کا سلیبس چل رہا ہے، ایک پرائیویٹ یونیورسٹی میں ایک قسم کا سلیبس چل رہا ہے، دوسری گورنمنٹ یونیورسٹی میں الگ قسم کا سلیبس چل رہا ہے تو جناب سپیکر، اس پر صوبے کا کنٹرول ہو جائے گا اور پھر وہ ایک جیسا سلیبس اور ایک جیسا Curriculum کر لیں گے لیکن جناب سپیکر، میری تو درخواست ہو گی، آج اگر نہیں ہو سکتی تو پرسوں ایک ریزولوشن، چونکہ میرے خیال میں Ninety percent ممبرز نے اس کو سپورٹ کیا ہے تو اگر ایک ریزولوشن، خیر ان لوگوں کے ساتھ بھی بیٹھ کر، جنہوں نے اس کی مخالفت کی ہے، ان کے ساتھ بھی بیٹھ کر ایک ریزولوشن ڈرافٹ کر لیں گے تاکہ اس سلسلے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Monday کو، Monday کو، Monday کو آپ لے آئیں۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جی سر، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: Monday کو اس پر بحث ہو گی۔ قاضی صاحب، قاضی اسد صاحب، ایک خصوصی گزارش ہے کہ Comparatively سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری کی بہ نسبت آپ کی جو ہائر ایجوکیشن ہے، اس کی کوالٹی بہت بہتر ہے، بہت اچھی جا رہی ہے۔ (تالیاں) نہیں باہر بھی Appreciate کی جا رہی ہے، پورے ملک میں آپ کی ہائر ایجوکیشن کو Appreciate کیا جا رہا ہے، Kindly اس کو خراب نہ ہونے دیں اور اس کو جتنا آگے آپ بڑھا سکتے ہیں اس کو آگے بڑھائیں۔ ابھی میں ایک، ایک۔۔۔۔۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر صاحب!۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، ایک منٹ۔۔۔۔۔

وزیر اطلاعات: د ایچ ای سی پہ حوالہ سرہ زہ یو وضاحت کول غوار مہ۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ بیٹھ جائیں نا، مجھے موقع دیں، میں بھی کچھ بولنا چاہتا ہوں، ایک دو گھنٹے سے آپ کو سن رہا ہوں۔ ثاقب اللہ خان اور یہ نگہت اور کرنزی بی بی! آپ لوگوں نے اس دن بہت اچھی Activity دکھائی، چمکنی میں انہوں نے جو ملک سعد سپورٹس کی بہت اچھی Healthy activity

میں نے ان کی دیکھی، اس میں مجھے مدعو کیا گیا تھا، میں آپ سب ہاؤس کو استدعا کرتا ہوں کہ ان کو شاباش دی جائے، انہوں نے ان خراب حالات میں بہت اچھی Function اس دن منعقد کی تھی، بہت مایوسی کے دنوں میں انہوں نے، تو میں آپ سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے سکولوں میں، آپ اپنے دیہاتوں میں بزرگوں کو بھی اس میں شامل کریں اور سٹوڈنٹس کیلئے اتنی اچھی فنکشنز کریں جس طرح چمکنی میں اس دن انہوں نے Arrange کی تھی۔ بہت مشکور ہوں آپ کا، Thank you very much۔ میاں صاحب۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب! یو سیکنڈ را کریں سر۔

جناب سپیکر: اودریہ میاں صاحب! پہ دے باندے۔۔۔۔۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: او سر، یو سیکنڈ۔

جناب سپیکر: بنہ۔ میاں صاحب! اودریہ، د دے نہ پس بیا او وائی جی۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب، ستاسو ڈیر شکر مند یواو شکریہ ادا کوؤ جی، ستاسو ڈیر مشکور یو چہ تاسو زمونر۔ حوصلہ افزائی او کپہ۔ رشتیا خبرہ دا دہ چہ د دوئی آرگنائزرز او د ملک سعد ترست چہ خومرہ کسان دی نو ہغوی تہ زیاتہ ستائنه پکار دہ جی چہ ہغے کبنے تولہ منپہ د ہغوی وہ جی نو د ہغے آرگنائزرز او ستاسو د حوصلہ افزائی مونر ڈیرہ شکریہ ادا کوؤ، د نگہت بی بی او ستاسو۔ ڈیرہ مہربانی۔

جناب سپیکر: جی نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یا سمین اور کزئی: جناب سپیکر صاحب، بہت شکریہ۔ ہمارا صوبہ جو کہ دہشت گردی کے حوالے سے جس طریقے سے متاثر ہوا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہاؤس میں یہ جو آپ نے بات کی ہے تو کچھ لوگوں نے اس پر Comments پاس کئے جو مجھے اچھے نہیں لگے۔ آپ نے کہا Healthy activities، تو Healthy activities یہ تھیں کہ وہاں پر جو ہاکی، کرکٹ اور اس قسم کی اکیڈمیز جو ہیں، جو ملک سعد شہید ٹرسٹ ہے اگر دیکھیں تو جو لوگ جانوں کا نذرانے دے دیتے ہیں تو ان کے بعد بھی ان کے نام زندہ رہتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، ملک سعد شہید ٹرسٹ کے ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ اسلام آباد سے آئے اور اس وقت پھر واپس چلے گئے تو ہمیں آپ کی

طرف سے بھی یہی تعاون ہمیشہ حاصل رہے گا اور یہ Activities جناب سپیکر صاحب، میں چاہتی ہوں کہ ارد گرد کے تمام جتنے بھی گاؤں ہیں، Settled area کو چھوڑ کے، Settled area میں بھی ہونی چاہئیں لیکن جو گاؤں ہیں اور خاص کر پھر فانا میں اس قسم کی اگر Activities ہو گئی تو ہم بہت سے بچوں کو دہشت گردی سے ہٹا کر ان کو صحیح Track پر لاسکیں گے اور ایسے اور بھی ٹرسٹ بننے چاہیے کہ جو اس قسم کی Activities ہیں، وہ جاری رکھیں اور میں اس میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں، ثاقب اللہ چمکنی صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں، یہاں پر ہمارے ہاؤس میں جو لوگ ہیں، نادر خان صاحب موجود ہیں، انہوں نے اس میں بہت اچھا Participate کیا، ان کے اور ساتھیوں کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنی اچھی Activities میں ہمارا ساتھ دیا۔ شکریہ، جی۔

Mr. Speaker: Thank you, thank you very much. Ji, Mian Iftikhar Hussain Sahib.

وزیر اطلاعات: دیرہ مہربانی جی۔ ما یو وضاحت کول غوبنتل خکہ چہ پرون زمونبر یو مینٹینگ شوے وو او ہغے کنبے دا سوال را اوچت شوے وو چہ دا خبرہ پہ عدالت کنبے دہ او دیر پہ شدت سرہ ئے دا خبرہ کولہ چہ تاسو، دا ایچ ای سی والا خبرہ زہ کوم، ہغوی وئیل چہ تاسو پہ دے خبرہ نہ شئی کولے، سحر لہ بہ پہ پریس کنبے پہ دے باندے مختلف خبرے بیا راخی۔ د دے خبرے وضاحت لازم دے چہ عدالت د دے Decision ور کرے دے۔ مونبر پرون ہم وائس چانسلران ہم پہ دے خبرہ پہ اعتماد کنبے واخستل او ہغوی تہ مو دا او وئیل چہ کورٹ چہ کوم Decision ور کرے دے، ہغوی صفا وئیلی دی چہ دا ایچ ای سی متبادل تاسو یو آئینی ادارہ جو رہ کرئی نو بیا چہ کوم دے ایچ ای سی ختمہ کرئی۔ ہغہ پہ دے Favour کنبے چونکہ ہغلتنہ لیجسلیشن نہ دے شوے نو پہ دے وجہ کورٹ تہ د دے خبرے موقع ملاؤ شوہ چہ ہغوی پرے فیصلہ ور کرے۔ اوس د ہغے متبادل د پارہ مونبر پہ صوبہ کنبے د مخکبے نہ تیارے شروع کرے دے، وزیر اعلیٰ صاحب کمیٹی جو رہ کرے دہ، مونبر پرون د ٲولو ماہرینو او د وائس چانسلرانو خپلہ مطلب دا دے دلتنہ اجلاس او کرو، ہغوی لہ مو درے ورخے ور کرے دی، درے ورخو کنبے دننہ دننہ بہ ہغوی مونبر تہ ٲول خپل معلومات راکوی او د ہغے پہ نتیجہ کنبے چونکہ کہ فرض کرہ سبا مرکز کنبے دا خبرہ مکمل شوہ او مونبر پہ صوبہ کنبے تیارے نہ وی کرے، دا بیا ہم دغہ رنگ زورندہ نہ وی، خلق

به عدالت ته ځي۔ ما صرف هم په دے باندي دا خبره كول غوښتل چه مونږ سره د دے صوبے ټول خلق په يو لائن دي، هغه كه پروفيسران دي، كه هغه وائس چانسلران دي او كه زمونږ عام خلق دي او زه دا درخواست كوم چه زمونږ د اسمبلي نه كه د يونيم ملكري خيالات د دے په حق كښي نه دي، هغوي د پخپله هم د دے خبري ستيدي او كړي، د دے خبري ډير گنجائش موجود دے چه هغوي پخپله په دے خبره قائل شي او مونږ د دے اسمبلي نه متفقه طور خپل د مركزي ملكرو هم لاسونه مضبوط كړو او ورسر ورسره جي د ملك سعد صاحب خبره تاسو او كړه، زه د هغه قربانو ته سلام هم پيش كوم، دغه رنگ ترسټ او د هغه سرگرمي هم پكار دي او بيا چه كله داسي پروگرام څوك كوي، تاسو د راغواړي، د هغه Publicity به لږه ډيره آسانه وي ځكه چه د اسمبلي فلور هر چا ته داسي ملاويري او يا نه۔ ډيره مهرباني او شكره۔

جناب سپيكر: ميان صاحب، ميان صاحب، دے ډيرو مایوسو ورځو كښي، مایوسي كے دنون ميں ميرادل خوش هوا جب ادھر ديكھ ليا، اتنے بڑے بزرگوں كی بھی تعداد تھی جو سپورٹس ميں حصہ لے رہے تھے اور جوان نسل كی بھی بہت بڑی تعداد تھی کیونکہ ادھر سيڪورٽي كی وجہ سے جانا مشكل ہوتا ہے ليكن ادھر انہوں نے كمال كی سيڪورٽي بھی كی تھی اور اچھی فنكشن تھی۔ شكریہ جی۔

Thank you very much. The sitting is adjourned till 03:00 pm of Monday afternoon, 25th April 2011. Thank you.

(اسمبلي كا اجلاس بروز پير مورخه 25 اپريل 2011ء سہ پہر تين بجے تک كيلئے ملتوی ہو گیا)